یقین نہ آئے تو کوفہ و شام کی فضاؤں سے پُوچھ لینا
یزیدیت کے نقوش سارے مٹا گئی ہے علیؑ کی بیٹی
جامِ کوثر
انتخاب کلام
حمادِ اہلِ بیتؑ سید محسن نقوی شہید
مرتبہ:
معصومہ بتول

یقین نہ آئے تو کوفہ و شام کی فضاؤں سے پُوچھ لینا
یزیدیت کے نقوش سارے مٹا گئی ہے علیؑ کی بیٹی

جامِ کوثر

انتخابِ کلام

حمادِ اہلِ بیتؑ سیّد محسنؔ نقوی شہید

مرتبہ:

معصومہ بتول

ناشر: اِدارہ منہاجُ الصّالحین۔ لاہور
جناح ٹاؤن ० ٹھوکر نیاز بیگ ० لاہور

کتاب : جامِ کوثر

کلام : سید محسن نقوی شہید

ترتیب : معصومہ بتول

پروف ریڈنگ : غلام حبیب، خادم حسین جعفری

اشاعت : 2007ء

تعداد : 1000

ہدیہ 135 روپے

ملنے کا پتہ

الحمد مارکیٹ۔ فرسٹ فلور۔ دکان نمبر ۲۰

اُردو بازار۔ لاہور۔ 042-7225252

عناوین

باسمہٖ رب الشہداء

عرضِ ناشر

سید محسن نقوی شہید نے اردو ادب کو اپنی تخلیقات سے مالا مال کر دیا۔ ان کا مذہبی اور غزلی کلام محبانِ دین متین کیلئے ایک بیش قدر تحفہ اور قیمتی اثاثہ ہے۔ محسن نے نثر اور نظم دونوں میں قوم پر عظیم احسان کیا۔ انہوں نے فضائل و مصائب اہل بیتؑ کو اس خوبصورت انداز سے پیش کیا کہ غلامانِ اہل بیتؑ محسن کے شیدا ہو گئے اور یہ دور محسن کا دور کہلایا۔

ہم نے محسن کے احسانات چکانے کیلئے مجالس عزا کے مجموعوں میں محسنیات کو خصوصی جگہ دی۔ اس سلسلے میں چار نثری مجموعے شائع کیے گئے جو محسن نقوی کے خطبات و مجالس پر مبنی ہیں۔ محسن پسند اور محسن نواز شدت سے مطالبہ کر رہے تھے کہ محسن کی شاعری کا بھی ایک مختصر مگر جامع انتخاب شائع کیا جائے جس میں انکی حمدیں، نعتیں، مناقب اور سلام شامل ہوں۔ ہم نے ان کے مطالبے پر سر تسلیم خم کیا اور اس مقدس فریضہ کی تشکیل و تکمیل کے لیے محترمہ معصومہ بتول کی خدمات حاصل کیں۔ جو محسن شہید ہی کے قبیلے کی منفرد شاعرہ اور ادیبہ ہیں۔ انہوں نے جس قدر جامع اور خوبصورت انتخاب کر کے ہمیں اشاعت کیلئے دیا ہے وہ یقیناً اپنی مثال آپ ہے۔ ہمیں کامل امید ہے کہ قارئین محسن کو یہ انتخاب بہت پسند آئیگا اور ان کی خواہش اور تقاضے کی تکمیل و تسکین ہو سکے گی۔

ہم پروفیسر منظر عباس صاحب اور پروفیسر ڈاکٹر افتخار الحق صاحب کے بھی ممنون ہیں کہ انہوں نے اپنا قیمتی وقت نکال کر محسن کے فن اور شخصیت پر مضامین تحریر کر کے دیے۔ اللہ رب العزت انہیں اجر عظیم عطا فرمائے۔ کتابت کی خدمات استاد فضل الٰہی نے انجام دی ہیں جس سے کلام کی معنوی خوبصورتی کے ساتھ ساتھ ظاہری خوبصورتی میں بھی اضافہ ہو گیا ہے۔ اس انتخاب کی مقبولیت کے بعد ہم ان شاء اللہ العزیز محسن شہید کے فن اور شخصیت پر ملک کے نامور علماء، خطباء، شعراء اور ادباء کی تحریروں پر مشتمل ایک مجموعہ شائع کرنا چاہتے ہیں۔ اس سلسلے میں اپنی تحریروں سے نوازئیے اور اپنے محسن کے فن کو زندہ رکھیے۔

عمر اتنی تو عطا کر مرے فن کو مولا
میرا دشمن مرے مرنے کی خبر کو ترسے

دعا گو: علامہ ریاض حسین جعفری
سرپرست ادارہ منہاج الصالحین لاہور

مقامِ محسن

(پروفیسر مظہر عباس)

حمد و نعت اور مناقب و سلام اردو ادب کا گراں بہا سرمایہ ہیں۔ ان اصنافِ مقدسہ پر طبع آزمائی کرنے والوں کی تعداد سینکڑوں ہزاروں شعراء پر مشتمل ہے۔ سید محسن نقوی شہیدؒ ان شعراء میں نہایت بلند، معتبر اور منفرد مقام کا حامل تھا۔ مذہبی ادب میں شہید نے بیش قدر ورثہ چھوڑا۔ اس کے تصنیف کردہ اشعار آج زبان زدِ عوام ہیں گویا محسن نقوی جاودانیِ شہادت کے ساتھ ساتھ اپنے کلام کی دوامیت کے اعتبار سے بھی زندۂ جاوید اور تاابد الآباد تابندہ و پائندہ رہے گا۔ ان کا حرفِ دعا یقیناً باریاب ہو چکا ہے۔

عمر اتنی تو عطا کر مرے فن کو مولا
میرا دشمن مرے مرنے کی خبر کو ترسے

کلامِ محسن کے مطالعے سے محسوس ہوتا ہے کہ توحید و رسالت کی محبت اور امامت و عترت کی مودّت شہید کی نس نس میں سمائی ہوئی تھی۔ باطن میں جھانکنے والے یہ بات اچھی طرح جانتے ہیں کہ معصومینؑ سے محبت نارِ جہنم سے نجات کی ضامن ہے۔ محسن خود تو سرمدی عشق سے سرشار تھا ہی، اپنی آنے والی نسلوں کو بھی سرشار کر گیا۔ محسن کے مذہبی کلام کو پڑھنے اور سننے سے قلب و جاں میں عشق و محبت کی بجلیاں سی کوند جاتی ہیں جو انسان کو صراطِ مستقیم پر گامزن ہی نہیں کرتیں بلکہ راسخ العقیدہ بنا دیتی ہیں۔
محسن کے کلام میں صنائع بدائع، رعایت لفظی اور دیگر فنی محاسن کے علاوہ فکر کی بلندی جذبے کی شدت، احساس کی جدت اور خلوص کی فراوانی اپنی مثال آپ ہے۔ اس نے سنگلاخ زمینوں کو ہموار کر کے اپنے زورِ تخیل سے ایسا راستہ نکالا جو سیدھا بہشتِ بریں میں جا نکلتا ہے جہاں مومنین کے آقا و مولا جامِ کوثر ہاتھوں میں لیے انکے منتظر ہیں۔
معصومہ بتول نے جامِ غدیر کے خمار میں جہاں جامِ کوثر کی بھی نوید سنائی ہے۔ اللہ انہیں اجرِ عظیم عطا فرمائے۔ اب اپنے اپنے شعور کی بات ہے کہ سے

جامِ کوثر پیا کرے کوئی دستِ حسرت ملا کرے کوئی

جامِ کوثر ہمی نے پینا ہے

معصومہ بتول

دینی ادبیات اسلامی تعلیمات اور الوہی الہامات کے خزائن کا نام ہے۔ یہ خزائن ہر ادب اور زبان کا فخریہ سرمایہ ہیں۔ آج اردو ادب اس سرمایۂ سخن میں خود کفیل اور اصنافِ نور سے معمور ہے۔ حمد، نعت، منقبت، مرثیہ، سلام، نوحہ، قطعہ، رباعی وغیرہ دینی ادب کے مختلف عناوین اور موضوعات ہیں۔ جن پر بہت کچھ لکھا گیا۔ بہت کچھ لکھا جا رہا ہے اور تا قیامت لکھا جاتا رہے گا۔ عربی، فارسی سے قطع نظر صرف اردو ہی کے مذہبی شعراء کے اسمائے گرامی گنوانے کیلئے ضخیم کتابوں کی ضرورت ہے۔

ہم یہاں دینی ادب کے ارتقاء اور تاریخ سے صرفِ نظر کرتے ہوئے صرف اور صرف ایک تازہ کار اور عہد ساز شاعر سید محسن نقوی شہید کا تذکرہ کرتے ہیں۔ جنہوں نے اپنے کلام سے مومنین کے اذہان و قلوب پر اس طرح سحر طاری کیا کہ دھرتی علیؑ علیؑ اور حسینؑ حسینؑ کی صداؤں سے گونجنے لگی۔ سچ تو یہ ہے کہ یہ سحر ہی نہیں تھا ایک حقیقتِ اصلی و ازلی ہے کیونکہ

بہ یدم ہمی تو پانچ ہیں مقصودِ کائنات
محمدؐ است و علیؑ فاطمہؑ حسینؑ و حسنؑ

گویا خالقِ حقیقی کے ساتھ ساتھ یہ باعثِ تخلیقِ کائنات مخلوقِ نوری ہی لائق مدح و ثنا ہے۔ ان میں سے ہر ایک مولائے کائنات ہے بلکہ ہمارے شاعر کے مطابق ان ہستیوں کو اس معلوم کائنات کا مولا کہنا ان کے شایانِ شان نہیں قصرِ شان ہے۔

؎ علیؑ کو کیسے میں مولائے کائنات کہوں
علیؑ بڑا ہے بہت کائنات چھوٹی ہے

مختصراً جہاں جہاں تک خدائے مطلق کی خدائی ہے وہاں وہاں تک ان معصومینؑ

کی شاہی ہے۔ محسن نقوی انہی معصومین کا شاعر تھا۔ گویا شاعرِ موصوف کا کلام بھی تمام کائنات کو محیط ہے۔ اس عالمگیر اور آفاقی شاعر کے محاسنِ کلام گنوانے اور ادبی مقام و مرتبہ کو سامنے لانے کے لیے کئی مضمون، مقالے بلکہ کتب درکار ہیں۔

روایتی انداز میں چند جملے کہہ دینے سے جی نہیں بھرتا اور شاید مجھ کم مایہ سے یہ فرض ادا بھی نہ ہو سکے۔ اس SHORT CUT کا ایک اور جواز بھی پیش کیا جا سکتا ہے کہ میں جس بزرگ کی بات کر رہی ہوں مجھے اس سے کم اور اس کے موضوعاتِ کلام سے زیادہ سروکار ہے۔ یہاں موضوعاتی تنقید کا سوال بھی اٹھایا جا سکتا ہے لیکن اس سعادت کے حصول کے لیے ہم "نقدِ نور" ترتیب دے رہے ہیں۔ البتہ جب ممدوحین کی بات ہوتی ہے تو مداح خود بخود دائم ہو جاتا ہے۔ مختصراً میں موضوعات کے اعتبار سے چند اشعار پیشِ خدمت کر کے اس کلام اور قارئین باتمکین کے درمیان سے ہٹتی ہوں تاکہ جامِ کوثر کے حقدار شتاب اپنی پیاس بجھا سکیں۔

کوثر ہے نبیؐ کا تو کاسہ ہے علیؑ کا
کاسے کے تلے ہاتھ حسینؑ ابن علیؑ کا

آخر میں پروفیسر مظہر عباس صاحب اور پروفیسر ڈاکٹر افتخار الحق صاحب کی ممنون ہوں کہ انھوں نے محسن نقوی کی شخصیت کے بارے میں اپنی آراء سے نواز کر مذکورہ بالا کمی کو دور کر دیا ہے۔ ادارہ منہاج الصالحین کے سرپرست علامہ ریاض حسین جعفری صاحب بھی ہمارے شکریے کے مستحق ہیں کہ جنہوں نے اس کتاب کی ترتیب و تدوین کے لیے ہماری خدمات حاصل کی ہیں اور اس کو زیورِ اشاعت سے نوازنے کی ذمہ داری اٹھائی ہے۔ یقیناً انکی پیش کش قبولِ عام کا درجہ حاصل کرے گی۔

نمونۂ کلام

حمد تمام حمد ہے اس خالقِ ازل کے لیے
سکون جھیل کو دیتا ہے جو کنول کے لیے

نعت یہ معجزہ نعتِ رسولِ مدنی ہے
جو لفظ بھی لکھتا ہوں عقیقِ یمنی ہے

مناقب (علیؑ) جمالِ روئے نبی حسنِ کبریا ہے علیؑ
خدا نہیں ہے مگر مظہرِ خدا ہے علیؑ

(فاطمہؑ) کتنی بلندیوں پہ ہے ایوانِ فاطمہؑ
روح الامین ہے صورتِ دربانِ فاطمہؑ

سلام میری آنکھوں میں جو اشکوں کی جھڑی ہے لوگو
غمِ شبیرؑ کی دولت یہ بڑی ہے لوگو
شرم سے شام کے سورج نے جھکالیں آنکھیں
بنتِ زہراؑ سرِ دربار کھڑی ہے لوگو

محسن نقوی کے گلستانِ سخن میں عقیدت کے پھول

(ڈاکٹر افتخار الحق)

محسن نقوی نے اردو شاعری پر ہمہ گیر اور ہمہ جہت نقوش ثبت کیے ہیں، انہوں نے ایک طرف تو اردو شعر و سخن کی تجربہ گاہ میں موجود روایتی عوامل کی اثر انگیزی کو برقرار رکھتے ہوئے نت نئے تعاملات کامیاب انداز میں کر کے قارئین و نقادانِ ادب کو چونکایا اور "پرانی بوتل میں نئی شراب" کی کہاوت کی معنویت میں اضافہ کیا تو دوسری طرف رنگارنگ گلہائے عقیدت کے گلدستوں کو نہایت احترام و اہتمام کے ساتھ تھامے ہوئے مکمل پُر اعتماد انداز میں حمد، نعت، مدحت اور منقبت کی شہادت گہِ اُلفت میں بھی قدم رکھا ہے اور کمالِ فن ہے کہ یہاں بھی وہ ذرا نہ ڈگمگائے۔ ہاں دیکھنے والوں نے اتنا ضرور کہا ہوگا۔

ع یہ کون سر سے کفن لپیٹے چلا ہے اُلفت کے راستے پر

مذکرہ بالا جملہ اصنافِ سخن میں غالباً نعت گوئی کا شعبہ وہ واحد شعبہ ہے جہاں بڑے بڑے سخن وروں کے پسینے چھوٹتے ہیں۔ غالباً اسی وجہ سے رُود کی نے نہایت خوبصورت انداز میں یہ تنبیہی مصرع کہا تھا ع

با خدا دیوانہ باش و با محمدؐ ہوشیار

تاہم محسن نقوی نے خدا کی ذات کے معاملے میں بھی مصرع بالا کے اوّل نصف کے برعکس رویہ اپنایا ہے۔ انہوں نے اپنی حمدیہ شاعری میں کہیں بھی عبودیت اور ربوبیت کے درمیان موجود غیر مرئی مگر مضبوط سرحد پر "جذب و مستی" کی آڑ میں غیر محتاط طرزِ عمل نہیں اپنایا۔ خدا کے حضور انہوں نے عاجز و مسکین و حقیر بننے کی سعی کی ہے جسے بجا طور پر کیا حققہ کے کٹھن معیار پر پورا اترنے کا شرف حاصل ہے۔ خدا کی یکتا ذات اور ان گنت صفات کے سامنے بندے کی کالعدم حیثیت و ہستی کا ادراک "موجِ ادراک" سے بخوبی کیا جا سکتا

ہے۔ پھر اس ذاتِ بے مثل صفات کی عنایات کے بحرِ بے کراں میں شناوری اور اُس سے حتی المقدور سیرابی کا فیض حاصل کرنے کے عملی مظاہرے ان کی حمدیہ شاعری سے جا بجا جھلک پڑتے ہیں۔

جہاں تک نعت گوئی کے دربار تک رسائی اور اس میں شنوائی کا تعلق ہے، تو یہاں بھی محسن نے مؤدبانہ جرأت اور منکسرانہ ہمت کے جوہر ہمیشہ اس پند سودمند کو پلّے باندھ کر رکھتے ہوئے دکھائے ہیں کہ ؎

ہزار بار بشویم دہن زمُشک و گلاب
ہنوز نام تو گفتن کمال بے ادبی است

غالباً محسن کو یہ یقین ہو گیا تھا کہ تصور و تخیل انسانی میں اسمِ محمدؐ کی موجودگی کائنات کے مؤثر ترین عطر و گلاب کا درجہ رکھتی ہے اور اسی لیے ان کی نعتیں پڑھ کر یہ احساس ہوتا ہے کہ شاید اس شاعر نے "شاعری بہ اندازِ دگر" کی ضرورت ہی محسوس نہ کی ہو۔ اس قدر ادب، اتنا محتاط برتاؤ اور ایسا غلامانہ اور خود سپردگی سے لبریز لب و لہجہ محسن ہی کا خاصا ہے۔ ان کی نعتیں پڑھ کر یہ خیال بھی آتا ہے کہ محسن نے سہیم یہ عقیدہ بھی رکھا ہے کہ محمدؐ سے وفا کا صلہ خدائے محمدؐ کی طرف سے لوح و قلم پر بشری اختیار ہے اور لوح و قلم یقیناً علم و عمل کے مضبوط ترین استعارے ہیں۔

اب آئیے منقبت و مدحت کی طرف اور دیکھیے کہ محسن کو ربِّ ذوالجلال کی ذات اس کی عقیدت کے بدلے کیسے سرخرو کرتی ہے۔ اس شعبے میں ان کا کمال اہلِ بیتؑ پر لکھی ہوئی شاعری سے ظاہر ہوتا ہے۔ جگہ جگہ کامل کامیابی کے ساتھ انہوں نے کشتِ تخلیقیت کی آبِ عقیدت و عرقِ الفت سے یوں آبیاری کی ہے کہ "خطیبِ نوکِ سناں" اور "کہاں ہے میرے حسینؑ جیسا" کے تناور درخت پوری شان و شوکت سے سر اٹھائے نظر آتے ہیں ان کے اپنے بقول وہ تاریخِ اسلام کی تجسیم اس طرح کرتے ہیں کہ اسلام کا بچپن انہیں

ابوطالبؑ کی گود میں پلتا نظر آتا ہے تو جوانی بھی ابوطالبؑ اور خدیجہؑ کی چھاؤں میں اور بڑھاپا علیؑ کے مضبوط بازوؤں اور زینبؑ و حسینؑ کی آغوش میں دکھائی دیتا ہے۔ ظاہر ہے جس شخص کی تخلیقی صلاحیتیں ان مضبوط عقاید کی بنیاد پر استوار ہوں وہ کتنے خوبصورت، پرشکوہ اور جاذبِ نظر شاہکاروں کا معمار ہوگا۔ اس حقیقت کا ثبوت محسن کی مدحت و منقبت کی شاعری پڑھ کر مل جاتا ہے۔ ان کا اصل کمال یہ ہے کہ انہوں نے روایتی ضروریات و لوازم کی پابندی نہ کرتے ہوئے بھی قصیدوں کی شکل میں خراجِ عقیدت کا فریضہ دیانتداری اور کامیابی سے انجام دیا ہے۔

آخر میں مَیں پروفیسر مظہر عباس صاحب کا ممنون ہوں کہ جن کی وساطت سے مجھے یہ مضمون لکھنے کا موقع ملا۔ میں محترمہ معصومہ بتول صاحبہ کو ان اس بہترین ادبی کاوش پر مبارکباد پیش کرنا بھی مجھ پر فرض ہے۔

این سعادت بزور بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حمد

تقدیم

تمام حمد ہے اُس خالقِ ازل کے لیے
سکون جھیل کو دیتا ہے جو کنول کے لیے

میں اُن کے نام سے کرتا ہوں ابتدائے کلام
وہ جن کے نام فرشتوں نے بھی سنبھل کے لیے

علیؑ ولی سے مدد مانگ کر تو دیکھ کبھی
یہ کیمیا ہے سبھی مشکلوں کے حل کے لیے

میں کیوں نہ اُس کو بلا فصل بادشاہ کہوں
جدا ہوا جو نبیؐ سے نہ ایک پل کے لیے

کفن پہ خاکِ شفا سے لکھا ہے نادِ علیؑ
یہی بہت ہے مرے نامۂ عمل کے لیے

غمِ حسینؑ امانت ہے آج کی، محسنؔ
یہ رزق میں نے بچایا ہوا ہے کل کے لیے

حمد

مَیں اُس کے نام سے کرتا ہُوں ابتدائے سُخن
"ضمیرِ کُن" سے اُگاتا ہے زمین و زمن

شُعاعِ لوحِ خفی سے تراشتا ہے وجُود
غُبارِ قافِ قلم سے اُجالتا ہے بدن

اُسی کے دستِ کرم سے جہاں میں بٹتا ہے
تمام صُبح کا سونا تمام رات کا دھن

اُسی کے واسطے محشر، اَسیرِ اَمرِ ظہور
اُسی کے حُکم سے دُنیا۔ نمُو کی لَے میں مگن

وُہی تو ہے جو ہواؤں کو دے کے اِذنِ خرام
سمندروں کی جبین پر اُبھارتا ہے شِکن

اُسی کے لُطف و کرم سے کشیدِ ابرِ بہار
سجاتے بطنِ صدف میں لبِ گہر پہ کرن

اُسی کے حُسنِ سخا سے حدِ نگاہ میں ہے
جہاں میں بہرِ غزالاں فضائے دشت و دمن

زمیں پہ نصب کیے اُس نے پتھروں کے خیام
یہ کوہسار، سمیٹیں جو آسماں کی پھبن

اُسی کے معجزۂ کُن کے نقش ہائے جمیل
یہ مرغزار یہ جھرنوں میں غسل کرتے چمن

وُہی محیطِ قضا و قدر، وَرائے خیال
وُہی ہے چارہ گرِ اضطرابِ رَنج و محن

اُسی کی بخشش پیہم کے گیت گاتے ہیں
وہ طائرانِ فلک بخت ہوں کہ زاغ و زغن

اُسی کا ذکر کریں اہلِ دِل کہ دُنیا میں
بڑھے لہُو کی روانی، مِٹے دِلوں کی تھکن

وُہ کردگارِ دو عالم، خبیرِ سِرِّ خفی
رَفیقِ دل نزدگاں کبریائے رمزِ کُہن

جو بندگی کو ہدایت کا نُورِ دیتا ہے
جو آگہی کو سکھاتا ہے مصطفیٰؐ کا چلن

وُہ رَبِّ نُطقِ دل و جاں وکبریا میرا
اُسی کے اِذن سے حاصِل مجھے متاعِ سُخن

جُھکا میں سامنے اُس کے تو سُرخرو بھی ہُوا
نہ شرمسار ہے سجدہ نہ ہے جبیں پہ شکن

عجب سخی ہے کہ اُس سے سوال کرکے سَدا
نہ ہاتھ شل ہوئے میرے، نہ ہے زباں میں تھکن

شفاعتِ شہِ بطحا نصیب ہو تو مجھے
نہ مال و زر کی ہوس ہے نہ حرصِ لعلِ یمن

اُسی کے حُسن پہ سوچا تو اپنی آنکھوں میں
تمام رنگ بکھرتے گئے چمن بہ چمن

نویدِ خُلد وُہ بخشے کبھی بہ فیضِ رسُولؐ
کبھی بنامِ علیؑ دے وُہ مجھ کو رزقِ سخن

یہ سانس صدقۂ زہراؑ ہیں دی اُسی نے مجھے
درِ بتُولؑ کہ ہے لوحِ معرفت کا متنؑ

وُہ دے گا دل کو ابھی اور نعمتیں محسنؔ
بنامِ عکسِ جمالِ رُخِ حسینؑ و حسنؑ

حمد
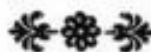
اے عالمِ نجوم و جواہر کے کردگار
اے کارسازِ دہر و خداوندِ بحر و بر
ادراک و آگہی کے لیے منزلِ مُراد
بہرِ مسافرانِ جنوں، حاصلِ سفر
یہ برگ و بار و شاخ و شجر، تیری آیتیں!
تیری نشانیاں ہیں یہ گلزار و دشت و در
یہ چاندنی ہے تیرے تبسّم کا آئینہ
پرتو ترے جلال کا بے سایہ دوپہر
موجیں سمندروں کی، تری رہگزر کے موڑ
صحرا کے پیچ و خم، ترا شیرازہ ہُنر

اُجڑے دلوں میں تیری خوشی کے زاویے
تابندہ تیرے حرف، سرِ لوحِ چشمِ تر
موجِ صبا، حرام ترے لطفِ عام کا
تیرے کرم کا نام، دُعا در دُعا، اثر

اے عالمِ نجوم و جواہر کے کردگار
پنہاں ہے کائنات کے ذوقِ نمو میں تُو
تیرے وجود کی ہے گواہی چمن چمن!
ظاہر کہاں کہاں نہ ہُوا، رنگ و بُو میں تُو
میری صدا میں ہیں تری چاہت کے دائرے
آباد ہے سدا مرے سوزِ گلو میں تُو
اکثر یہ سوچتا ہوں کہ موجِ نفس کے ساتھ
شہ رگ میں گونجتا ہے لہو، یا لہو میں تُو

نعت

بعد از خدا.........؟

(نعت)

اے شہرِ علم و عالمِ اسرارِ خشک و تر
تُو بادشاہِ دیں ہے تُو سلطانِ بحر و بر

اِدراک و آگہی کی ضمانت تِرا کرم
ایقان و اعتقاد کا حاصل تِری نظر

تیرے حرُوف نُطقِ الٰہی کا معجزہ
تیری حدیث سچ سے زیادہ ہے معتبر

قرآں، تِری کتاب، شریعت تِرا لباس
تیری زِرہ نماز ہے، روزہ تِری سپر

یہ کہکشاں ہے تیرے محلّے کا راستہ
تاروں کی روشنی ہے تری خاک رہگذر

میری نظر میں خُلد سے بڑھ کر تری گلی
رفعت میں مثلِ عرشِ بریں تیرے بام و دَر

جبریلؑ تیرے در کے نگہباں کا ہم مزاج
باقی ملائکہ تری گلیوں کے کُوزہ گر

محفوظ جس میں ہو ترے نقشِ قدم کا عکس
کیوں آسماں کا سر نہ جُھکے ایسی خاک پر

کیا شے ہے برق، تابشِ جسّتِ براق ہے
معراج کیا ہے؟ صرف تری سرحدِ سفر

مَوجِ صبا کو ہے تری خُوشبو کی جُستجو
جیسے کسی کے دَر کی بھکارن ہو دَر بدَر

قامت ترا ہے روزِ قیامت کا آسرا
خورشیدِ حشر، ایک نگیں تیرے تاج پر

ہر رات تیرے گیسوئے عنبر فشاں کی یاد
تیرے لبوں کی آئینہ بردار ہے سحر!

آیات تیرے حسنِ خد و خال کی مثال
وَاللَّیل تیری زلف ہے رخسار وَالقمر

وَالعصر زاویہ ہے تری چشمِ ناز کا
وَالشمس تیری گرمیٔ انفاس کا شرر

یٰسین تیرے نام پہ الہام کا غلاف
طٰہٰ ترا لقب ہے، شفاعت ترا ہنر

کہسار پاش پاش ہیں ابرو کی ضرب سے
دو لخت چاند ہے ترے ناخن کی نوک پر

دریا ترے کرم کی طلب میں ہیں جاں بہ لب
صحرا ترے خرام کی خاطر کماں بہ سر

تیرا مزاج بخششِ پیہم کی سلسبیل
تیری عطا خزانۂ رحمت ہے سر بہ سر

تیرے فقیر اب بھی سلاطینِ کج کلاہ
تیرے غلام اَب بھی زمانے کے چارہ گر

یہ بھی نہیں کہ میرا مرض لاعلاج ہو
یہ بھی نہیں کہ تجھ کو نہیں ہے مِری خبر

ہاں پھر سے ایک جُنبشِ اَبرُو کی بھیک دے
ہاں پھر سے اِک نگاہِ کرم میرے حال پر

سایہ عطا ہو گنبدِ خضرٰی کا ایک بار
جُھلسا نہ دے غموں کی کڑی دُھوپ کا سفر

تیرے سِوا کوئی بھی نہیں ہے جہاں پناہ
ہو جس کا نام باعثِ تسکیں پئے جگر

محسنؔ، کہ تیری راہگذر کا فقیر ہے
اُس پر کرم دیارِ نبوّت کے تاجور

دے رِزقِ نُطق مجھ کو بنامِ علیؓ ولی
اور بہرِ فاطمہؓ وہ ترا پارۂ جگر

حسنینؑ کے طفیل عطا کر مجھے بہشت
میری دُعا کے رُخ پہ چھڑک شبنمِ اثر

تیرے سوا دُعا کے لیے کس کا نام لوں!
"بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر"

ہدیۂ نعت

کبھی جو اس میں رسولؐ کا نقشِ پا مِلا ہے
ہمارے دِل کو مقامِ غارِ حرا مِلا ہے

دُعا بھی تیری، قبولیت کو رضا بھی تیری
یہ کم نہیں ہے کہ مجھ کو دستِ دُعا مِلا ہے

عجیب سَر ہے کہ عرش تک سرفراز ٹھہرا
عجیب دَر ہے کہ اس پہ آکر خُدا مِلا ہے

تمام جگنو زکوٰۃ تیرے گداگروں کی
بھٹکنے والی ہَوا کو کیا کیا "دیا" مِلا ہے

مَیں تیری مِدحت کو کس بلندی پہ حرف سوچوں
تو انبیاءؑ کے ہجوم میں بھی جُدا مِلا ہے

دلِ شکستہ سے عرش تک ہے تری رسائی
کہاں سے چل کر کہاں ترا سلسلہ مِلا ہے

اُسے تو محشر کی دُھوپ بھی چاندنی کا "چولا"
وہ دِل جسے تیرے شوق کا آسرا مِلا ہے

عطا ہو بخشش وگرنہ دُنیا یہ پُوچھتی ہے
کہ بول پیاسے، تجھے سمندر سے کیا مِلا ہے

مری نگاہوں میں منصب و تاج و تخت کیا ہیں؟
کہ فقر تیرے کرم سے بے انتہا مِلا ہے

یہ ناز ہے اُمتی ہُوں میں اُس نبیؐ کا محسنؔ
جسے نواسہ حسینؑ سا لاڈلا مِلا ہے
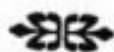
ارمغانِ نعت

یہ معجزۂ نعتِ رسولِ مدنی ہے
جو لفظ بھی لکھتا ہوں، عقیقِ یمنی ہے

حرفوں کی قطاریں ہیں کہ رنگوں کے جزیرے
الفاظ کی جھلمل ہے کہ گل پیرہنی ہے

چہرے کی شعاعوں کے گداگر مہ و خورشید
زلفوں سے خجل شب کی ستارہ بدنی ہے

اِک تو کہ ترے دوش پہ بخشش کی ردائیں
اِک میں کہ مرے ساتھ مری بے کفنی ہے

میں سایۂ طوبیٰ کی خنک ریت سے واقف
مولا تری گلیوں کی مگر چھاؤں گھنی ہے

اب کس سے کہوں کیا ہے ترے ہجر کا عالم؟
جو سانس بھی لیتا ہوں وُہ نیزے کی اَنی ہے

جو کچھ مجھے دینا ہے زمانے سے الگ دے
وُہ یوں کہ زمانے سے مِری کم ہی بنی ہے

یہ درد کی دولت بھی میسّر کِسے ہو گی؟
جو اشک ہے آنکھوں میں وُہ ہیرے کی کنی ہے

حاصل ہے اُسے سایۂ دامانِ پیمبرؐ
محسنؔ سرِ محشر بھی مقدّر کا دھنی ہے

نعت

پہلے مہ و خورشید کو تسخیر کروں میں
پھر اسمِ محمدؐ کہیں تحریر کروں میں

لوں نام شہِ دیں کا سرِ صحنِ گلستاں؛
خوشبو کی ہر اِک موج کو زنجیر کروں میں

شہ رگ میں بسا کر تری چاہت کے تقاضے
خاکسترِ احساس کو اکسیر کروں میں

معراجِ عقیدت تری دہلیز کا بوسہ
جنت کو ترے شہر سے تعبیر کروں میں

نکلے جو ترے نام کی خوشبو سے ابد تک
ایسی کوئی بستی کہیں تعمیر کروں میں

پل بھر جو میسر ہو تری زلف کا سایہ
آرائشِ خال و خدِ تقدیر کروں میں

دے اِذن کہ دیکھا تھا شبِ قدر جو دل نے
اُس خواب کو شرمندۂ تعبیر کروں میں

یہ کوثر و تسنیم سے بھیگے ہوئے لمحات
اس رُت سے مرتّب کوئی تصویر کروں میں

بخشی ہے مجھے اِس نے سلیمانیِ عالم
پھر کیوں نہ ترے عشق کی تشہیر کروں میں

ہر سانس مجھے بخششِ پیہم کی خبر دے
محسنؔ کبھی عقبیٰ کی جو تدبیر کروں میں

المدد مصطفیٰ، المدد مصطفیٰ

صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

جل رہے ہیں بدن درد کی دھوپ میں
زندگی ڈھل گئی زخم کے روپ میں
دل میں کہرام ہے
تیرگی عام ہے
اِک نگاہِ کرم اے حبیبِ خدا
المدد مصطفیٰ، المدد مصطفیٰ

○

ہر نفس خوں اُگلنے لگا ہے بشر
اَب تو مٹنے لگا فرقِ شام و سحر
آنکھ مجبور ہے
رہگزر دُور ہے
بے خبر بے نظر بے اثر بے دُعا
اَلمدد مصطفٰےؐ، المدد مصطفٰےؐ

○

جورِ فصلِ خزاں ہے چمن تا چمن
زیرِ دستِ اَجل، زندگی کی کِرن
از کراں تا کراں
بس دُھواں ہی دُھواں
از اُفق تا اُفق رنج و غم کی گھٹا
المدد مصطفٰےؐ، المدد مصطفٰےؐ

○

○

لوگ یوں محو ہیں فکرِ دستار میں
جیسے خامی نہیں کوئی کردار میں
آسماں زرد ہے
گرد ہی گرد ہے
آدمیت ہے مصروفِ آہ و بکا
المدد مصطفےٰؐ ، المدد مصطفےٰؐ

○

امنِ انسانیت پھر سے مفقود ہے
فکر کا آئینہ زنگ آلود ہے
جسم سے رُوح تک
سیم و زر کی دھنک
چاک در چاک ہے اہلِ دل کی قبا
المدد مصطفےٰؐ ، المدد مصطفےٰؐ

○

○

پھر سے اوہام دل کو ہیں گھیرے ہوئے
شہر والوں کے جنگل بسیرے ہوئے
تیرے دریوزہ گر
دَر بدَر، دَر بدَر
کون زندہ کرے رسمِ جود و عطا
المدد مصطفیٰؐ، المدد مصطفیٰؐ

○

کافروں کا ستم پھر ترے دین پر!
ظلم کے سائے، ارضِ فلسطین پر
سرزمینِ عجم!
وقفِ رنج و الم
خوں سے گلگوں ہے خطۂ نینوا
المدد مصطفیٰؐ، المدد مصطفیٰؐ

○

○

خوابِ منزل میں کیوں قافلے سو گئے
تیرے مقداد و میثم کہاں کھو گئے
کیا ہوئے وحبری
فقر کے جوہری
مضمحل ہیں رُتیں، ماتمی ہے فضا
المدد مصطفیٰؐ، المدد مصطفیٰؐ

○

پھر گدازِ ابوذرؓ عطا کر ہمیں
مثلِ سلمانؓ شعلہ نوا کر ہمیں
درد کی رات میں
غم کی برسات میں
ہم فقیروں کو بھی مسکرانا سکھا
المدد مصطفیٰؐ، المدد مصطفیٰؐ

○

○

تُو ہے سلطانِ جاگیرِ شمس و قمر
تُو ہے شہزادۂ وسعتِ بحر و بر
اے حکیمِ عرب
تُو ہے قرآں بہ لب
مقصدِ امرِ کُن، وارثِ "ہَل اَتیٰ"
المدد مصطفیٰؐ المدد مصطفیٰؐ

○

قریۂ اِدراک

الہام کی رِم جھم کہیں بخشش کی گھٹا ہے
یہ دل کا نگر ہے کہ مدینے کی فضا ہے

سانسوں میں مہکتی ہیں مناجات کی کلیاں
کلیوں کے کٹوروں میں ترا نام لکھا ہے

گلیوں میں اُترتی ہیں ملائک کی قطاریں
احساس کی بستی میں عجب جشن بپا ہے!

ہے قریۂ ادراک منوّر ترے دَم سے
ہر ساعتِ خوش بخت جہاں نغمہ سرا ہے

سُن لے گا مِرا ماجرا تو بھی کہ ازل سے
پیغامبرِ دیدہ و دل موجِ صبا ہے

ہیں نذر تری بارگہِ ناز میں افکار
تو مرکزِ دلداریِ اربابِ وفا ہے

اَب کون حدِ حُسنِ طلب سوچ سکے گا
بخشش کی وسعت تو تہِ دستِ دُعا ہے

ہے تیری کسک میں بھی دھمک حشر کے دن کی
وُہ یوں کہ مِرا قریۂ جاں گونج اُٹھتا ہے

اَعصاب پہ حاوی ہے سَدا ہیبتِ اِقرا
جبریلِ مودّت کو یہ دل غارِ حِرا ہے

آیات کے جھرمٹ میں ترے نام کی مسند
لفظوں کی انگوٹھی میں نگینہ سا جڑا ہے

اِک بار ترا نقشِ قدم چُوم لیا تھا
سو بار فلک شکر کے سجدے میں جھکا ہے

خورشید تری رہ میں بھٹکتا ہُوا جگنو
مہتاب ترا ریزۂ نقشِ کفِ پا ہے

تلمیحِ شبِ قدر ترا عکسِ تبسم
"نوروز" ترا حسنِ گریبانِ قبا ہے

ہر صبح ترے فرقِ فلک ناز کا پرتو
ہر شام ترے دوشِ معلّیٰ کی رِدا ہے

تارے، ترے رہوار کے قدموں کے شرارے
گردوں ترا دریوزہ گرِ آبلہ پا ہے

یا تیرے خد و خال سے خیرہ مہ و انجم
یا دھوپ نے سایہ ترا خود اوڑھ لیا ہے

یا رات نے پہنی ہے ملاحت تری تن پر
یا دن ترے اندازِ صباحت پہ گیا ہے

یٰسین، ترے اسمِ گرامی کا ضمیمہ
ہے نون تری مدح، قلم تیری ثنا ہے

وَاللَّیل ترے سایۂ گیسو کا تراشہ
"وَالعصر" تری نیم نگاہی کی ادا ہے

فاقوں سے خمیدہ ہے سدا قامتِ درباں
ٹھوکر میں مگر سلسلۂ ارض و سما ہے

غیروں پہ بھی الطاف ترے سب سے الگ تھے
اپنوں پہ نوازش کا بھی انداز جدا ہے

دل میں ہو تری یاد تو طوفاں بھی کنارا
حاصل ہو ترا لطف تو صرصر بھی صبا ہے

لمحوں میں سمٹ کر بھی ترا درد ہے تازہ
صدیوں میں بکھر کر بھی ترا عشق نیا ہے

دیکھوں تو ترے در کی غلامی میں ہے شاہی
سوچوں تو ترا شوق مجھے "ظلِّ ہما" ہے

رگ رگ نے سمیٹی ہے ترے نام کی فریاد
جب جب بھی پریشاں مجھے دنیا نے کیا ہے

خالق نے قسم کھائی ہے اُس "شہرِ اماں" کی
جس شہر کی گلیوں نے تجھے وِرد کیا ہے

یہ قوسِ قزح ہے کہ سرِ صفحۂ آفاق
برسات کی رُت میں ترا محرابِ دُعا ہے

ہر سمت ترے لُطف و عنایات کی بارش
ہر سُو ترا دامانِ کرم پھیل گیا ہے

اب اور بیاں کیا ہو کسی سے تری مدحت؟
یہ کم تو نہیں ہے کہ تُو محبوبِ خُدا ہے

سُورج کو اُبھرنے نہیں دیتا ترا حبشیؓ
بے زر کو ابو ذرؓ تری بخشش نے کیا ہے

ہے موجِ صبا یا تری سانسوں کی بھکارن؟
ہے موسمِ گُل یا تری خیراتِ قبا ہے

خورشیدِ قیامت بھی سرافراز بہت ہے
لیکن ترے قامت کی کشش اس سے سُوا ہے

زم زم ترے آئینِ سخاوت کی گواہی
کوثر ترا سرنامۂ دستورِ عطا ہے

جلتا ہُوا مہتاب ترا رہروِ بے تاب
ڈھلتا ہُوا سُورج ترے خیمے کا دِیا ہے

ثقلین کی قسمت تری دہلیز کا صدقہ
عالم کا مقدر ترے ہاتھوں میں لکھا ہے

اُترے گا کہاں تک کوئی آیات کی تہ میں
قرآں تری خاطر ابھی مصروفِ ثنا ہے

محشر میں پرستار ترے یُوں تو بہت تھے
صد شکر مرا نام تجھے یاد رہا ہے

اے گنبدِ خضریٰ کے مکیں میری مدد کر
یا پھر یہ بتا، کون مرا تیرے سوا ہے؟

بخشش تری آنکھوں کی طرف دیکھ رہی ہے
محسن ترے دربار میں چُپ چاپ کھڑا ہے

مناقب

نگہبانِ رسالت

وہ حقیقی مردِ مومن، پیکرِ عزم و ثبات
جس نے ٹھوکر سے اُلٹ دی بولہب کی کائنات
ضامنِ عزمِ پیمبر بن گئی جس کی حیات
جس کے بچوں کی وراثت تھے جہاں کے معجزات
جس نے رکھ لی آبرو انسانیت کے نام کی
جس نے لُٹ کر پرورش کی ناتواں اسلام کی

جس کی آغوشِ محبت میں پلی پیغمبری
جس نے بخشی آدمیت کو فلک تک برتری
دفن کر دی جس نے استبداد کی غارت گری
بت تراشی، بُت پرستی، بُت نوازی، بُت گری
جس نے بخشی تھی تجھے توقیرِ عرفاں یاد کر
اے بنی آدم! ابوطالبؑ کے احساں یاد کر

شیخِ بطحا، ناصرِ دیں، سیدِ عالی نسب
بحرِ علم و فضل و شہرِ جود و معیارِ ادب
پا لیے جس نے رموزِ آدمیت بے طلب
جس کی ہیبت سے لرزتے تھے خد و خالِ عرب
وُہ سخی جو اسخیا میں مثل اپنی آپ تھا
وُہ بہادر جو شجاعت میں علی کا باپ تھا

وُہ نبوت کا مصدِق وُہ اخوت کا مدار
جس نے بخشا ضعفِ انسانی کو یزداں کا وقار
وُہ مزاجِ آشتی کی سلطنت کا تاجدار
جس کی نسلوں میں نہاں تھی قوتِ پروردگار
حوصلہ جس کا مزاجِ عزم سرور ہو گیا
جس کی شہ رگ کا لہو پھیلا تو حیدر ہو گیا

جس کے چہرے پر فروزاں تھی شجاعت کی شفق
جس کی آنکھوں میں رواں تھی آدمیت کی رمق
جس کی پیشانی تھی تاریخِ صداقت کا ورق
وُہ ابو طالب جسے مطلوب تھا عرفانِ حق
جس نے سینے سے لگایا حادثوں کو جھوم کر
چھا گیا جو زندگی پر موت کا منہ چوم کر

وہ نگہدارِ محمدؐ، وہ نگہبانِ حرم
وہ جھلستے ریگزاروں کے لیے ابرِ کرم
وہ عرب زادوں کے لہجے میں انیسِ محترم
وہ شبستانِ رسالت میں چراغاں کا بھرم
آیۂ تطہیر ہے جس کے گھرانے کے لیے
جس کی نسلیں کٹ گئیں حق کو بچانے کے لیے

جس کے سنگِ در پہ جھکتی ہو زمانے کی جبیں
جس کا پیکر ہو پیمبرؐ کی صداقت کا امیں
جس کی قربت میں سکوں پائے امام المرسلیںؐ
وہ بھٹک جائے رہِ حق سے؟ نہیں ممکن نہیں
اس کی ہستی کو خدا کی شان کہنا چاہیے
اس کی جاں کو محورِ ایمان کہنا چاہیے

جس نے ہر مشکل میں کی ہو وارثِ دیں کی مدد
جس کی گردِ پا کو چومے فاطمہؑ بنتِ اسد
جو علیؑ سے مہدیٔ دیں تک امامت کی ہو جد
جس کے بیٹے کو ملی ہو "کل ایماں" کی سند
کون کہتا ہے کہ اُس کے دل میں جذبِ دل نہ تھا
کون کہتا ہے کہ وہ خود مومنِ کامل نہ تھا

جس کے لب سرچشمۂ اعجازِ صد حمد و درود
جس کے لہجے میں خمارِ آیۂ حق کا ورود
جس کا پیکر جلوۂ صد رنگ کی جائے نمود
توڑ ڈالیں جس نے عصرِ جہل کی ساری قیود
جس کی صہبائے تفکّر عافیت آمیز تھی
جس کے احساسِ اَنا کی لَو قیامت خیز تھی

جس کی پیشانی کا بل، موجِ غرورِ کردگار
جس کے ابرو کی کماں ہو گردشِ لیل و نہار
وہ یداللہ کا پدر، وہ مصطفےٰ کا افتخار
جس کو دھرتی پر ملا ہو مفلسی میں اقتدار
جس کے پوتے کا زمیں پر مقتدی عیسیٰؑ بنے
کیا کہوں محشر میں اس کا مرتبہ کیا کیا بنے؟

وہ شعور و علم و حکمت کا حقیقی امتزاج
جس کے فرقِ ناز پر جچتا ہو سرداری کا تاج
یہ بھی کیا کم ہے، بشر کی آدمیت کا مزاج
آج تک "شعبِ ابی طالبؑ" کو دیتا ہے خراج
کس کو اندازہ ہے اس کی عظمتِ ایمان کا
بانیٔ اسلامؐ خود ممنون ہے عمراںؑ کا

اے مورخ وقت کے معزز کرداروں سے پوچھ
پوچھ، تاریخ عرب کے سب ستمگاروں سے پوچھ
کربلا میں ٹوٹتی بے لوچ تلواروں سے پوچھ
شام کی گلیوں سے، چوراہوں سے بازاروں سے پوچھ
ذریت کس کی یزیدی حوصلوں پر چھا گئی
کس کی پوتی ظلم و استبداد سے ٹکرا گئی

بول اے تاریخ کے زندہ اصولوں کی زباں
کس کے بام و در سے ٹکراتی رہی ہیں بجلیاں
کون باطل کے مقابل آج تک ہے کامراں
سوئے کوفہ پابجولاں تھا وہ کس کا کارواں
کس نے صدموں کو صدا دی حق پسندی کیلئے
کس کا گھر اُجڑا تھا دیں کی سربلندی کیلئے

شمعِ شبستانِ رسالتؐ

(اُمّ المعصومینؑ حضرت خدیجۃ الکبریٰ سلام اللہ علیہا)

اے شمعِ شبستانِ دلِ سرورِ کونینؐ
اے روشنیِ انجمنِ سیّدِ ثقلینؐ؛
اے مصدرِ انوارِ حریمِ رُخِ حسنینؑ
اے مومنۂ ہستی و صدیقۂ دارین
تاریخ میں اتنا بڑا اعزاز کہاں ہے
حد یہ کہ تو خاتونِ قیامتؑ کی بھی ماں ہے

اے قبلۂ اوّل کے لیے امن کی قندیل
اے مصحفِ ناطق کے ہر اک لفظ کی تاویل
اے آیۂ قرآنِ مبیں، سورۂ انجیل
اے دینِ پیمبرؐ کے لیے نکتۂ تکمیل
بطحا کے شبستاں کے لیے پہلی کرن ہے
تو سرورِ کونینؐ کے خوابوں کا چمن ہے

پھیلا ترے دم سے رُخِ ہستی پہ اُجالا
ظلمات کو اِک صبحِ ابد رنگ میں ڈھالا
دُنیا سے تری سوچ کا انداز نرالا
بچّوں کی طرح گود میں اِسلام کو پالا
اے شانِ خدیجہ تری توقیر بڑی ہے
مریم تری بیٹی کی کنیزوں میں کھڑی ہے

چمکا ہے کچھ ایسے مہ و اختر ترے گھر کا
جبریلِ امیں بھی ہے گداگر ترے گھر کا
فیضانِ نظر سب پہ برابر ترے گھر کا
مقروض ہے خود دینِ پیمبر ترے گھر کا
میں سوچتا رہتا ہوں کہ تو کون ہے کیا ہے؟
بی بی ترا داماد "نصیری" کا خدا ہے

اللہ رے تری عصمت و شوکت کا یہ گلزار
حوریں ہیں نگہباں تو پیمبر ہے نگہدار
شامل ہیں نقیبوں میں ترے طالب و طیار
بچے ہیں کہ جنت کے جوانوں کے ہیں سردار
تو مملکتِ دیں کے لیے آخری حد ہے
رشتے میں تو کونین کے سادات کی جد ہے

اِنسان ہے اِنسان شرافت کی بدولت
زندہ ہے شرافت بھی شریعت کی بدولت
قائم ہے شریعت بھی رسالت کی بدولت
پھیلی ہے رسالت تری دولت کی بدولت

کس درجہ اٹل رشتۂ ایمان ہے تیرا
توحید پہ کتنا بڑا احسان ہے تیرا

توحید کے دُنیا میں نگہبان بہت ہیں
اب دیں کی حفاظت کے بھی سامان بہت ہیں
احساں ترے سرمایۂ عمران بہت ہیں
تو کیا تری اولاد کے احسان بہت ہیں

یہ کم تو نہیں جو تری بیٹی نے کیا ہے
دم توڑتے اسلام کو شبیر دیا ہے

چہرے پہ وقارِ بشریت کی تب و تاب
آنکھوں میں بدلتے ہوئے اس دور کا اِک خواب
لہجے میں محمدؐ کی صداقت کے کُل آداب
دِل خواہشِ دُنیا کے کچلنے کو ہے بیتاب

ہاتھوں سے زمام دل و جاں چھوٹ رہی ہے
ماتھے سے شرافت کی کرن پھوٹ رہی ہے

قد ہے کہ اندھیروں میں دمکتا ہُوا مینار
ماتھا ہے کہ آئینۂ سرنامۂ اسرار
یہ شرم و شرافت کی نقابیں سرِ رُخسار
پلکوں پہ حیا جان چھڑکتی ہوئی سَو بار

مُٹھّی میں رواں نبضِ دلِ ارض و سما ہے
ہونٹوں پہ رسالت کے پنپنے کی دُعا ہے

پائندہ ترے دم سے نبوّت کا حشم ہے
تو محسنۂ زندگیِ شاہِ اُمَم ہے
محفوظ جہاں تیرا ہر اِک نقشِ قدم ہے
مجھ کو اُسی شعبِ اَبی طالب کی قسم ہے

تو شمعِ رسالت کا وہ فانوس بنی ہے
اَب تک تری چادر سرِ انساں پہ تنی ہے

سرمایۂ انفاسِ پیمبر ترا کردار
زہرا کی طبیعت سے بھی نازک تری گفتار
اربابِ جہالت کو کچلتی ہوئی رفتار
اے دینِ مکمل کے لیے دولتِ بیدار

اسلام کی عظمت تری مرہُون رہے گی
تا حشر نبوّت تری ممنون رہے گی

جس دَور میں تو صاحبۂ دولت و زر تھی
تیرے زر و دینا پہ دُنیا کی نظر تھی
حیرت ہے کہ اُس وقت بھی تو ابر گہر تھی
تجھ کو کسی اُجڑے ہوئے گھر کی بھی خبر تھی
یہ کام تو مُشکل تھا مگر کرکے دکھایا
اک دُرِ یتیمی کو سرِ تاج سجایا

ہاں قصرِ نبوت میں چراغاں کیا تو نے
ایمان کو اک صبحِ درخشاں کیا تو نے
اسلام کے ہر درد کا درماں کیا تو نے
جو کچھ تھا ترے گھر میں وہ قرباں کیا تو نے
گر حکمِ شہنشاہ دوعالم نہ سمجھتا
میں تجھ کو محمدؐ سے کبھی کم نہ سمجھتا

ایماں کو مصیبت سے بچاتی رہی تو بھی
اسلام کو دامن میں چھپاتی رہی تو بھی
باطل کے خد و خال مٹاتی رہی تو بھی
آندھی میں چراغ اپنا جلاتی رہی تو بھی
جب تک یہ زمانہ یونہی پرواز کرے گا
اسلام ترے نام پہ سو ناز کرے گا

سُلطانۂ ایوانِ وفا بنتِ عرب تُو
دُنیا کے لیے مرکزِ عرفانِ اَدب تُو
معراج کی شب کچھ بھی سہی محورِ شب تُو
مصحف کے معارف میں ہے آیاتِ بہ لب تُو

ہر دَور میں تُو زیب وُہ ختمِ رُسل ہے
زہرا ہے ترا جُزو تو تُو جُزو کا کُل ہے

رُتبے میں کہاں کوئی ہُوا تیرے برابر؟
کیونکر کوئی کہلائے گا آخر ترا ہمسر؟
حیدر ترا داماد محمّد ترا شوہر
حسنینؑ نواسے ہیں تو زہرا تری دُختر

دوزخ ترے دشمن کے لیے گرم ہُوا ہے
جنت تری نعلین اُٹھانے کا صِلا ہے

پُوچھا تری تاریخ کے ہر دَور سے ہم نے
یہ بھید بھی پایا نہ کسی اَور سے ہم نے
دیکھی نہیں مائیں کبھی اس طور سے ہم نے
دیکھے جو ترے لختِ جگر غور سے ہم نے

ہر مردِ جری عکسِ اَب وجد نظر آیا
ہر فرد ترے گھر کا محمّد نظر آیا

گر تیری اجازت ہو تو اک عرض ہے سرکار
بیٹی تری جھٹلائی گئی کیوں سرِ دربار؟
کیوں لاشِ حسنؑ پر ہوئی تیروں کی بوچھاڑ؟
زینبؑ کی ردا چھن گئی، وہ بھی سرِ بازار؟

کیوں تیرے گھرانے پہ ستم اتنا ہوا ہے
اتنی بڑی خدمت کا یہی اجر ملا ہے

تاراج ہوا تیری امیدوں کا چمن کیوں؟
پامال ہوئے ریت پہ معصوم بدن کیوں؟
شبیرؑ کی میت رہی بے گور و کفن کیوں؟
زینبؑ پسِ گردن ہوئی مجروحِ رسن کیوں؟

معصومؑ سکینہ کو کفن کیوں نہ ملا تھا؟
کیا یہ بھی فقط تیری مشقت کا صلا تھا؟

دستِ کبریا ہے علیؑ

جمالِ روئے نبیؐ، حسنِ کبریا ہے علیؑ
خدا نہیں ہے مگر مظہرِ خدا ہے علیؑ

کچھ اس لیے بھی تو حیدرؑ ہے شہرِ علم کا در
دِلوں کو علم کی خیرات بانٹتا ہے علیؑ

اِدھر اُدھر کا سوالی نہ بن نہ عمر گنوا
مجھے علیؑ کی قسم، دستِ کبریا ہے علیؑ

یقین شک کے لبادے میں چھپ نہیں سکتا
کہ شافعی کے لیے ہو بہو خدا ہے علیؑ

صدا یہ آج بھی آتی ہے بابِ خیبر سے
خدا کے دیں کا مصیبت میں آسرا ہے علیؑ

حرم میں بُت شکنی کا مظاہرہ دیکھو
کہ ابتدا ہے محمّدؐ تو انتہا ہے علیؑ

خبر تھی گرم کہ معراج کا سفر ہوگا
نبیؐ سے پہلے فلک پر پہنچ گیا ہے علیؑ

خُدا کے دین، تری زندگی سلامت ہے
تری رگوں میں لہُو بن کے گونجتا ہے علیؑ

ہزار سامری سانپوں میں گھر کے خوف نہ کھا
کلیمِ طوُر کی جراُت ترا عصا ہے علیؑ

علیؑ کے باب میں سوچیں تو جاں نکلتی ہے
شعورِ عقلِ بشر تجھ سے ماورا ہے علیؑ

علیؑ سے معرفتِ علم کی زکوٰۃ چلی
مقامِ علم سے دُنیا میں آشنا ہے علیؑ

یہی صراطِ حقیقت، یہی سراجِ ازَل
خُدا کے شہر کا آسان راستہ ہے علیؑ

علیؑ کے پہلے پہر کی ہے التماس نبیؐ
نبیؐ کے پچھلے پہر کی حسین دعا ہے علیؑ

بکھر کے بولتے قرآن کا سراپا ہے
سمٹ کے نقطۂ تنظیمِ حرفِ با ہے علیؑ

اسی کے نام کا نعرہ ہے ارتعاشِ وجود
سکوتِ گنبدِ احساس کی صدا ہے علیؑ

علی علی سے منور گلی گلی محسنؔ!
گلی گلی میں ہمیشہ مری صدا ہے علیؑ

✿

زمینِ حرم پر ـــــ ورودِ علیؑ

یہ تطہیر کی رت یہ نکھری فضا
یہ چھائی ہوئی رحمتوں کی گھٹا

یہ کھلتی ہوئی اِنّما کی دکاں
یہ ہر سمت "حق سِرِّ ھو" کی اذاں

یہ قوس قزح علم و عرفان کی
یہ رعنائیاں عکسِ وجدان کی

یہ نغمے جنوں کے نکھرتے ہوئے
ملک آسماں سے اترتے ہوئے

یہ حوروں کے گیسو سنورتے ہوئے
خیالوں سے آہو گزرتے ہوئے

یہ رنگوں کی بارش چمن در چمن
یہ سجتی ہوئی محفلِ فکر و فن

برستے ہوئے درج و لعل و گہر
چمکتی ہوئی عقل کی رہگزر

یہ سبزے یہ شبنم کی پرچھائیاں
یہ تاروں کی بے خواب انگڑائیاں

یہ موتی صدف سے نکلتے ہوئے
شرر آبگینوں میں ڈھلتے ہوئے

یہ مستی کی بہتی ہوئی آبجو
یہ بڑھتی ہوئی شوق کی آبرو

یہ دل میں پگھلتی ہوئی ہر اُمنگ
یہ بجتے ہوئے رنگ بھی سنگ سنگ

یہ مہتاب ذروں میں بٹتا ہوا
یہ خورشید شیشوں میں کٹتا ہوا

نبوت نقابیں اُلٹتی ہوئی
ولایت کی خیرات بٹتی ہوئی

یہ سجتا ہوا نور کا سائباں
یہ گرتے ہوئے جہل کے سومنات

یہ بچھتی ہوئی چاندنی کی صفیں
یہ گاتی ہوئیں گنگناتی دفیں!

یہ لگتی ہوئی "ھل اتیٰ" کی قنات
یہ گرتے ہوئے جہل کے سومنات

یہ بابِ حرم جگمگاتا ہوا
یہ سارا جہاں ڈگمگاتا ہوا

زمیں پر اُترتے ہوئے انبیاء
لبوں پر ہے صلِّ علیٰ کی صدا

وہ آدم چلا دم سنبھالے ہوئے
محبت، مودت میں ڈھالے ہوئے

وہ یعقوبؑ محفل میں آنے لگا
خضرؑ اس کو رستہ دکھانے لگا

براہیمؑ ہوتا ہے مسند نشین
بڑھا یوسفؑ کہکشاں آستین

یہ موسیٰؑ وہ عیسیٰؑ ہوئے ہم قدم
سنبھالے ہوئے زندگی کا عَلَم

سنبھلنا سنبھلنا یہ کون آگیا
خموشی کا کیا فسوں چھا گیا

یہ آرائشِ محفلِ طٰسین ہے
یہ وحدت کے لہجے میں یٰسین ہے

یہ بدرُ الدجیٰ ہے یہ شمس الضحیٰ
یہ مفہومِ "واللّیل" و رازِ کسا

یہ خُلق و اُخوّت کا مینار ہے
یہ انسانیت کا علمدار ہے

یہ تخلیقِ کونین کا راز ہے
بشر ہے مگر نُور کا ناز ہے

یہ دیکھے تو بن خُود سے بسنے لگیں
یہ بولے تو موتی برسنے لگیں

اِسی سے رَواں فکر کی ہر ندی
یہ ہے باعثِ رحمتِ ایزدی

جو بھولے سے پڑ جائے اسکی نگاہ
تو کنکر بھی پڑھنے لگیں لَا اِلٰہ

یہ سُلطان ہے رُوحِ کونین کا
یہ ہے مُنتہا حُسنِ حسنینؑ کا

یہی ہے وقارِ فروع و اُصول
کہ بیٹی ہے اس کی جنابِ بتولؑ

یہ پلکیں اُٹھائے اگر بر زمیں
تو مہتاب ہو جائے ٹکڑے وہیں

جو اِس کے لیے بے اَدب ہو گیا
تو سمجھو کہ وہ بُولہب ہو گیا

مسرّت سے جھوم اے مری زندگی
کہ نبیوں کی محفل مکمّل ہوئی

اِدھر آ ولایت کی محفل سجے!
کہ حق یا علیؑ کی بھی نوبت بجے

سجا ساقیا اپنی محفل ذرا
اُٹھا جامِ اوّل بنامِ خدا

ہر اِک سمت کیسی جھڑی چھا گئی؟
کہ تیرہ[۱۳] رجب کی گھڑی آ گئی

سجا محفلِ جشنِ حسنِ رجب
کہ دُلہن بنی سرزمینِ عرب

صراحی میں آبِ بقا گھول دے
ہر اِک شو نشّے کی دُکاں کھول دے

بتاؤں تجھے آج نسخہ نیا
کہ بنتی ہے کیسے مئے "اِثنا"

بنا میکدہ ایک ایمان کا
ترازو ہو پھر اُس میں وجدان کا

سجا اِس ترازو میں توحید کو
پڑھے خود بجز عدل تائید کو

نبوّت کا جوہر ملے جس قدر
ملا پھر امامت کے بارہ گہر

فقط تیس تولے ہوں قرآں کے
صدف اس میں ہوں آلِ عمران کے

فرشتوں سے آنکھیں ملا ساقیا
ذرا سی ہو خاکِ شفا ساقیا

عمل سے جواہر کو پھر نرم کر
عقیدے کی تو پر اُسے گرم کر

طبیعت نئی رُت میں کیوں کھو گئی
یہ مَے دیکھ تیار بھی ہو گئی

یہ مَے ہے نجاتِ بشر کا سبب
"شراباً طہورا" ہے اس کا لقب

مگر ہر کسی پر برستی نہیں
یہ مَے اس قدر بھی تو سستی نہیں

یہ مَے خوابِ آدم کی تعبیر ہے
یہ مَے آیۂ کُن کی تفسیر ہے

پلا ساقیا، کچھ تو آگے بڑھوں
قصیدہ شہِ اوصیاء کا پڑھوں

پلا اب پلا رشک و بغض و حسد
رواں سوئے کعبہ ہے بنتِ اسدؑ

زباں پر ہے تسبیحِ ربِّ جلیل
زمیں پر بچھاتا ہے پر جبرائیلؑ

یہ حوریں بڑھیں وارُہ وارُہ
یہ مریم یہ حوّا یہ ہیں آسیہ

چلی جا رہی ہے کنیزِ خدا
لبوں پر مچلتی ہے بس اک دُعا

خدایا ترا کتنا احسان ہے
مرا حنت دل تیرا مہمان ہے

عجب لطف سانسوں کی خوشبو میں ہے
امامت کی ضو میرے پہلو میں ہے

خداوندا پورا یہ ارمان کر
مری مشکلیں تو ہی آسان کر

اِدھر قفلِ بابِ حرم بند ہے
رُخِ رُوحِ لوح و قلم بند ہے

کوئی ہمسفر ہے نہ غمخوار ہے
سکوتِ سماوات بیدار ہے

ہوئی لب کشا پھر وہ بنتِ اسد
کہ اے لم یزل، لم یلد، بے ولد

مقدر مجھے آزمانے کو ہے
کہ مہمان تشریف لانے کو ہے

مصیبت میں آسانیاں گھول دے
حرم میں کوئی در نیا کھول دے

صدا آئی گھبرا نہ اے فاطمہؑ
کہ رنج و الم کا ہوا خاتمہ

یہ مشکل میں کیا تجھ کو احساس ہے؟
کہ مشکل کشا تو تیرے پاس ہے

مشیت جو اعجاز پر تل گئی
چٹخ کر جدارِ حرم کھل گئی

جہاں کو مسرت کا پیغام دوں
اب ان ساعتوں کو میں کیا نام دوں

چٹک کر کھلی آرزو کی کلی
زمینِ حرم پر دُرودِ علیؑ

علیؑ آسمانوں کا سلطان ہے
علیؑ اصل میں کُلِّ ایمان ہے

علیؑ انبیاء کا نگہدار ہے
علیؑ دیں کا رہبر ہے سالار ہے

علیؑ کشتیِ نوحؑ کا بادباں
علیؑ سُورجوں سے بھری کہکشاں

علیؑ آشنائے رمُوزِ یقیں
علیؑ لشکرِ آسمان و زمیں

علیؑ مظہرِ تابشِ طُور ہے
علیؑ گرمیِ موجۂ نُور ہے

وُہ جُود و سخا میں ہے مشہور بھی
علیؑ بادشہ بھی ہے مزدُور بھی

علیؑ سے شاہِ بر زم زیر کیا
علیؑ ہے زمانے کا مشکل کشا

علیؑ ماہتابِ جبینِ بشر
علیؑ آفتابِ جہانِ سحر

علیؑ ہر ولی کا جلی انتخاب
علیؑ ابنِ عمرانؑ علیؑ بوترابؑ

علیؑ ارض پر بھی ستونِ سما
علیؑ قامتِ فکر کی انتہا

علیؑ کی جو ضربت کے جوہر کھلے
خدائی کے سجدے نچھاور ہوئے

علیؑ سے دیارِ کرم بس گیا
علیؑ کے قدم سے حرم بس گیا

علیؑ ربِّ عالم کا چہرہ نما
علیؑ وارثِ مسندِ لَحمُکَ لَحمِی

علیؑ دستِ قدرت کا شہکار ہے
علیؑ سارے عالم کا دِلدار ہے

علیؑ پردۂ آدمیت کا راز
علیؑ ہے عقیدے کی پہلی نماز

بشر کی سمجھ سے ہے بالا علیؑ
زمیں پر لگے عرش والا علیؑ

کبھی مشکلوں سے جو پالا پڑا
تو مَیں نے فقط "یا علیؑ" کہہ دیا

تھکیں اتنی کے رستے میں ہی مر گئیں
مری مُشکلیں خود کشی کر گئیں

کرم کر، کرم اے مرے ایلیا
مدد کر بحقِ نبی مصطفےٰؐ

مرے دل میں اپنی ولا گھول دے
مری مشکلوں کی گِرہ کھول دے

زرِ نُطقِ ایماں اثر بخش دے
مجھے بولنے کا ہُنر بخش دے

عجائب کا مظہر ہے تُو یا علیؑ
بچانا مری آبرو یا علیؑ

یہ ہے اجر تشنہ لبی کی دلیل
تُو ہے ساقیِ کوثر و سلسبیل

سرِ حشر بخشش کا حیلہ ہے تُو
مری عاقبت کا وسیلہ ہے تُو

میں تیری شفاعت کا حقدار ہوں
تُو معصوم ہے میں گنہگار ہوں

ہر اک سانس ہے مشکلوں کی لڑی
مدد میرے مولاؑ بحقِ نبیؐ

مری ہر مصیبت کا ہو خاتمہ
بنامِ حجابِ رُخِ فاطمہؑ

مہکتا رہے خواہشوں کا چمن
بحقِ مقامِ امامِ حسنؑ

عطا کر مِرے دیدہ و دِل کو چین
بدستِ سخاوت بنامِ حسینؑ

علیؑ بادشہ اِک نظر اِس طرف
ترا منتظر ہے فقیر نجف

زر و بخت و سُلطانی و نام دے
مجھے اِس قصیدے کا انعام دے

ایوانِ فاطمہؑ

کتنی بلندیوں پہ ہے ایوانِ فاطمہؑ
رُوح الامینؑ ہے صُورت دربان فاطمہؑ
حاصل کہاں دماغ کو عرفانِ فاطمہؑ
خُلدِ بریں ہے نقشۂ امکان فاطمہؑ
کیا سوچیے بہارِ گلستانِ فاطمہؑ
حسنینؑ جب ہوں سُنبل و ریحانِ فاطمہؑ
کچھ اس لیے بھی مجھ کو تلاوت کا شوق ہے
قرآں ہے لفظ لفظ ثنا خوانِ فاطمہؑ
نبیوں پہ حکم ہے کہ نگہ رُوبرُو رہے
توحید حشر میں ہے نگہبانِ فاطمہؑ
اس کو مٹا سکیں گی نہ باطل کی سازشیں
اسلام پر ہے سایۂ دامانِ فاطمہؑ
کرتے پھریں زمیں پہ تجارت بہشت کی
اپنے گداگروں پہ ہے فیضانِ فاطمہؑ

ہر نقشِ پا میں جذب ہے فتحِ مبیں کی مُہر
دیکھئے "مباہلہ" میں کوئی شانِ فاطمہؑ

ختمِ رُسُل کی گود ہے عصمت کی جانماز
چہرہ علیؑ ولی کا ہے قرآنِ فاطمہؑ

مفہومِ "ما تشاءُ" کی قسم کائنات میں
فرمانِ کردگار ہے فرمانِ فاطمہؑ

وہ کل بھی "پنجتن" میں صدارت مقام تھی
منصب یہی ہے آج بھی شایانِ فاطمہؑ

ہے کفر اس کے قول پہ حاجت گواہ کی
ایمانِ کُل ہے شاید ایمانِ فاطمہؑ

اس انتظار میں ہے قیامت رُکی ہوئی
شاید ابھی کچھ اور ہو فرمانِ فاطمہؑ

کیسے کروں تمیز حسنؑ اور حسینؑ میں
اک رُوحِ فاطمہؑ ہے تو اک جانِ فاطمہؑ

رُومالِ فرقِ حُر ہے گواہی اس امر کی
بخشش کی سلسبیل ہے احسانِ فاطمہؑ

اولادِ فاطمہؑ نہ ہو دیں پر نثار کیوں
نقصانِ دیں ہے اصل میں نقصانِ فاطمہؑ

بابِ بتولؑ ہو کہ درِ خیمۂ حسینؑ
ہر دور میں لُٹا سروسامانِ فاطمہؑ

میں سوچتا ہوں لکھ دوں وفا کے نصاب میں
فضہؑ کا نام شمعِ شبستانِ فاطمہؑ

اک مرثیہ ہے خونِ شہیداں کی بوند بوند
بکھرا ہوا ہے ریت پہ دیوانِ فاطمہؑ

نیزے کی نوک پر ہے مجھے رحل کا گماں
اس پر سرِ حسینؑ ہے قرآنِ فاطمہؑ

دیکھ اے مزاجِ مصحفِ ناطق کی برہمی
شعلوں کی زد میں سورۂ رحمٰنِ فاطمہؑ

فوجِ ستم کے سامنے کب ہے علیؑ کا لال؟
شک کے مقابلے میں ہے ایقانِ فاطمہؑ

بابِ بہشت پر مجھے روکے گا کیوں کوئی
محسنؔ میں ہوں غلامِ غلامانِ فاطمہؑ

ہے محیطِ حیات، حُسنِ حسنؑ

(قصیدہ سرکار امن حضرت امام حسن علیہ السلام)

سج گئی محفلِ دیارِ سخن
پھر مہکنے لگا وفا کا چمن

موج در موج پھر ہوئی آغاز
گرم رفتاری غزالِ ختن

پھر خزاں کے خلاف صف بستہ
سر اُٹھانے لگے ہیں سرو دسمن

بڑھ گئی پھر تپش خیالوں کی
تپ گیا پھر حواس کا کندن

اَلاَماں شُعلگی تصوّر کی!
جل نہ جائے حیات کا دامن

پھر تخیّل نے لی ہے انگڑائی
جاگ اُٹھا پھر حیات کا گلشن

برگِ گُل پر نزُول شبنم کا
جیسے شیشے کو چیر جائے کرن

لمسِ ادراک قریۂ جاں میں
جیسے پھُولوں کو چھیڑتی ہے پوَن

دل میں اُترا، ہجوم لفظوں کا
جیسے رقصاں ہوں چاندنی میں ہرَن

رَو میں اِک نرم یاد کی آہٹ
جیسے بے خواب گھنگھرُوں کی چھنن

گونج اُٹھے چشم و گوش کے ایواں
نکہتوں سے مہک گئے آنگن

شاخ در شاخ بج اُٹھے پھر سے
موتیے کے دُھلے ہوئے کنگن

پھر سے لہرا گئی ہے آنکھوں میں
وقت کی سبز ریشمی چلمن،

پھر سے دُہرا رہی ہے مست ہَوا
اَبرُ سے پیار، برہتوں سے وچن

پھر ہیں طغیانیوں کی خواہش میں
دیدہ و دِل مثالِ گنگ و جمن

پھر ہے احساس، فکر کی زد میں
جیسے پتھر پہ ضربتِ آہن

پھر بکھرنے لگی ہے بینائی
پھر اُبھرنے لگی ہے دل میں چُبھن

پھر سے آنکھیں گلاب کرنے لگا
موسمِ برشگال کا جوبن

پھر سے خانہ بدوش اندیشہ
دشتِ جاں میں ہوا ہے خیمہ زن

مسجدوں میں دعاؤں کی بارات
منبروں پر درود کے درشن

پھر صبا کُنجِ دشت سے گزری
بن کے معصوم خواہشوں کی دلہن

آنکھ میں جھٹپٹے کا عالم ہے
جیسے جنگل میں موسموں کی تھکن

لب پہ خوشبوئے رہگذارِ حجاز
سانس میں اولیائے دیں کی پھبن

سجدۂ شکر میں قلم کی جبیں
سرحدِ مدح پہ شعورِ سخن

خامۂ فکر، شہپرِ جبریلؑ
سلسبیلِ حیات چشمۂ فن

انگلیاں مُضطرب ہیں لکھنے کو
مِدحتِ بادشاہِ صَوت و سُخن

دل میں شوقِ سخنوری، جیسے
سینۂ سنگ میں رواں ہو کرن

جیسے کھلنے لگا ہو بابِ قبول
جیسے ڈھلنے لگی فضا کی گھٹن

آج کی رات جس طرف دیکھو
ہے محیطِ حیات حُسنِ حَسنؑ

لختِ خیرالبشرؐ، امامِ مُبیں
نُورِ عینِ علیؑ، امیرِ زمن

ثمرۂ قلبِ فاطمہ زہراؑ!
شجرۂ طیبہ، سفیرِ عدن

ناخدائے سفینۂ اُمّت
بابِ حاجات کوہ و دشت و دمن

رُوحِ امن و وقارِ پیغمبرؐ
چارہ سازِ ہجومِ رنج و محن

یوسفِ مصر آرزوئے بشر
ماہِ کنعانِ دیدۂ روشن

مرکزِ جلوہ گاہِ فکر و شعور
محورِ حرف و نُطق و شعر و سخن

اَولیاء کی مسرتوں کا حصار!
انبیاء کی محبتوں کا چمن

چشمۂ سلسبیلِ جود و عطا!
موجۂ نورِ وادیٔ ایمن

آبِ تطہیر میں لبوں کی چمک
جیسے دہکے ہوئے ہوں لعلِ یمن

موسمِ ابر، ابروؤں کی کماں
عشرتِ عید ہے زکوٰۃِ بدن

لوحِ محفوظ، عارضوں کی حیا
خطِ تقدیر، گیسوؤں کی شکن

دینِ حق کا نصیب ہاتھوں میں
دیدۂ تر میں کہکشاں روشن

سانس خوشبوئے آیۂ تطہیر
نطق، اسرارِ کبریا کا متن

✿

مرحبا اوجِ نقشِ پائے حسنؑ
جھک کے دھرتی کو چومتا ہے گگن

ساعتِ دید کی سخا، پُروا
سایۂ زلف کی عطا، ساون؟

آنکھ میں عکسِ جلوۂ وحدت
آئینے میں ہے چاند کا درپن

حرفِ دستور خامشی کی لکیر
پرچمِ امن، تارِ پیراہن

جب بھی شاہی کے غیض نے چاہا
پیکروں سے چھین لے دھڑکن

بانجھ ہو جائے سرزمینِ شعور
گنگ ہو جائے کائناتِ سخن

برقِ عدوان راکھ کر ڈالے
آدمیت کے فکر کا خرمن

پرچمِ امن بن کے لہرایا
سایۂ دستِ مہربانِ حسنؑ

حلقۂ موجِ داستانِ کرم
بن گیا روحِ عصر کا مامن

کھل کے برسا جو امن کا بادل
ہو گئی ختم وقت کی الجھن

کھل گئے گیسوئے حیات کے بل
بج اٹھی پائے فکر کی جھانجھن

اے شہنشاہِ کہکشاں گیتی
مرکزِ گردشِ زمین و زمن

اپنے نوکر پہ بارشِ اکرام
اپنے خادم پہ بخششِ دامن

دھوپ کے دشت میں عطا ہو مجھے
سایۂ سدرۂ صریر و سخن

محسنؔ کرب سے لیس ہوں مولاؑ
مجھ کو بخشیں خیال کا مخزن

مہر و میزانِ مملکت ہو عطا
مملکت سے مراد ہے مرا "فن"

تُو کہ ہے "ساتر العیوب" لقب
میں برہنہ سر و برہنہ بدن

درد کی دھوپ ڈس رہی ہے مجھے
دے مجھے سایۂ عبا کا کفن

تازہ دم راحتیں مجھے ہوں عطا
بڑھ چلی حد سے زندگی کی تھکن

رزقِ علم و شعور دے مجھ کو!
اے خدیوِ زمیں، امیرِ زمن

یا شبستانِ خواب میں آکر
دے مجھے اِذنِ دید و تابِ سخن

تیری بخشش ہے کیمیائے نجات
مجھ پہ برسا یہ التفات کا دھن

تیری مدحت میں حشر تک آقاؑ
میں چہکتا رہوں چمن بہ چمن

حشر میں بھی نوازنا مجھکو
میرے مُرشد، مرے امام حسنؑ

○

نہ پوچھ میرا حسینؑ کیا ہے؟

جہانِ عزم و فا کا پیکر
خرد کا مرکز، جنوں کا محور

جمالِ زہرا، جلالِ حیدر
ضمیرِ انساں، نصیرِ داور

زمیں کا دل، آسماں کا یاور
دیارِ صبر و رضا کا دلبر

کمالِ ایثار کا پیمبر
شعورِ امن و سکوں کا پیکر

جبینِ انسانیت کا جھومر
عرب کا سہرا، عجم کا زیور

حسینؑ تصویرِ انبیاء ہے
نہ پوچھ میرا حسینؑ کیا ہے

حسینؑ اہلِ وفا کی بستی
حسینؑ آئینِ حق پرستی

حسینؑ صدق و صفا کا ساقی
حسینؑ چشمِ انا کی مستی

حسینؑ پیش از عدم تصوّر
حسینؑ بعد از قیامِ ہستی

حسینؑ نے زندگی بکھیری
قضا سے ورنہ قضا برستی

عروجِ ہفت آسمان عظمت
حسینؑ کے نقشِ پا کی مستی

حسینؑ کو خلد میں نہ ڈھونڈو
حسینؑ مہنگا ہے خلد سستی

○

حسین مقسومِ دین و ایماں
حسینؑ مفہومِ "ھَلْ اَتیٰ" ہے
نہ پوچھ میرا حسینؑ کیا ہے

○

○

حسینؑ دل ہے، حسینؑ جاں ہے
حسینؑ قرآں کی زباں ہے
حسینؑ عرفاں کی سلطنت ہے
حسینؑ اسرار کا جہاں ہے
حسینؑ سجدوں کی سرزمیں ہے
حسینؑ ذہنوں کا آسماں ہے
حسینؑ زخموں بھری جبیں ہے
حسینؑ عظمت کا آستاں ہے
اُٹھا رہا ہے جو لاشِ اکبرؑ
حسینؑ بوڑھا نہیں جواں ہے
وُہ سرخروئے نشیبِ صحرا
وُہ سربلندِ سرِ سناں ہے

○

وُہ بدرِ افلاکِ آدمیت
وُہ صدرِ اربابِ کربلا ہے
نہ پُوچھ میرا حُسینؑ کیا ہے

○

○

حسینؑ ایماں کی جستجو ہے
حسینؑ یزداں کی آبرو ہے

حسینؑ تنہا تھا کربلا میں
حسینؑ کا ذکر چار سُو ہے

فرات کی نبض رُک گئی ہے
حسینؑ مصروفِ گفتگو ہے

جہاں گلابوں سے اَٹ گیا ہے
حسینؑ شاید لہو لہو ہے

حیات کے اِرتقا سے پُوچھو
حسینؑ پیغمبرِ نمو ہے

حسینؑ کا حوصلہ نہ پُوچھو
حسینؑ لُٹ کر بھی سرخرو ہے

○

وُہ دیکھ فوجوں کے درمیاں بھی
حسینؑ تنہا ڈٹا ہُوا ہے
نہ پُوچھ میرا حسینؑ کیا ہے

○

○

حسینؑ نکھرا ہُوا قلندر
حسینؑ بپھرا ہُوا سمندر

حسینؑ بستے دلوں سے آگے
حسینؑ اُجڑے دلوں کے اندر

حسینؑ سلطانِ دین و ایمان
حسینؑ افکار کا سکندر

حسینؑ سے آدمی کا رتبہ
حسینؑ ہے آدمی کا "من در"

خُدا کی بخشش ہی خیمہ زن ہے
حسینؑ کی سلطنت کے اندر

حسینؑ داتا، حسینؑ راجہ
حسینؑ بھگوَن، حسینؑ سُندر

○

حسینؑ آکاش کا رشی ہے
حسینؑ دھرتی کی آتما ہے
نہ پُوچھ میرا حسینؑ کیا ہے

○

○

حسینؑ میدان کا سپاہی
حسینؑ، وحشت انا کا راہی

حسینؑ، فرقِ اجل کا بَل ہے
حسینؑ انداز کجکلاہی!
حسینؑ کی گردِ پا، زمانہ
حسینؑ کی ٹھوکروں میں شاہی

حسینؑ معراجِ فقرِ عالم
حسینؑ، رمزِ جہاں پناہی
حسینؑ ایقان کا منارہ
حسینؑ اوہام کی تباہی

ضمیرِ انصاف کی لغت میں
حسینؑ معیارِ بے گناہی

○

بنامِ جبر و غرورِ شاہی
حسینؑ غیرت کا فیصلہ ہے
نہ پوچھ میرا حسینؑ کیا ہے

○

○

حسینؓ فقر و اَنا کا غازی
حسینؓ جنگاہ میں نمازی

حسینؓ حسنِ نیاز مندی
حسینؓ اعجازِ بے نیازی

حسینؓ آغازِ جاں نثاری
حسینؓ انجامِ جاں گدازی

حسینؓ توقیرِ کاربندی
حسینؓ تعبیرِ کارسازی

حسینؓ معجز نمائے دوراں
حسینؓ حق کی فسوں طرازی

حسینؓ ہارا تو یوں کہ جیسے
حسینؓ نے جیت لی ہو بازی

○

حسینؓ سارے جہاں کا وارث
حسینؓ کہنے کو بے نوا ہے
نہ پوچھ میرا حسینؓ کیا ہے

○

○

حسینؑ پیغمبرِ بہاراں!
حسینؑ تسکینِ دلفگاراں

حسینؑ میرِ حجازِ ہستی
حسینؑ سالارِ شہسواراں

کہ دیدہ و دل کے دشت و در میں
حسینؑ تمثیلِ ابرو باراں

حسینؑ تدبیرِ جاں فروشاں
حسینؑ تقدیرِ سوگواراں

کبھی تو چشمِ ہنر سے دیکھو
حسینؑ رشکِ رُخِ نگاراں

حسینؑ حسنِ مہِ محرم
حسینؑ ہی عیدِ روزہ داراں

○

حسینؑ سرمایہ انبیاءؑ کا
حسینؑ اعجازِ اولیاء ہے
نہ پوچھ میرا حسینؑ کیا ہے

○

○

حسینؑ اک دلنشین کہانی
حسینؑ دستورِ حق کا بانی

حسینؑ عباسؑ کا سراپا
حسینؑ اکبرؑ کی نوجوانی

حسینؑ کردارِ اہلِ ایماں
حسینؑ معیارِ زندگانی

حسینؑ قاسمؑ کی کم نمائی
حسینؑ اصغرؑ کی بے زبانی

حسینؑ سجادؑ کی خموشی
حسینؑ باقرؑ کی نوحہ خوانی

حسینؑ دجلہ کا خشک ساحل
حسینؑ صحرا کی بیکرانی

○

حسینؑ زینبؑ کی کس مپرسی
حسینؑ کلثومؑ کی ردا ہے
نہ پوچھ میرا حسینؑ کیا ہے

○

صبر...شبیرؑ کے سجدے سے ظفریاب ہُوا

قریۂ جاں میں اُبھرنے لگا پھر گریۂ شب
پھر مِلا اذنِ تکلم پئے یک جُنبشِ لب
پھر بڑھی تشنہ لبی، حِدتِ خواہش کے سبب
پھر دل و دیدہ کو ہے چشمۂ کوثر کی طلب
آگہی غازۂ رخسارِ سحر مانگتی ہے
زندگی وقت سے جبریلؑ کا پر مانگتی ہے

آنکھ میں پھر سے دمکنے لگے الماس و گہر
لوحِ افلاک پہ بجھنے لگے تاروں کے شرر
موجِ در موج کھلے پھر سے حوادث کے بھنور
خامۂ فکر نے آغاز کیا عزمِ سفر
دستِ احساس سے ظلمت کی عناں چھوٹ گئی
کہکشاں بن کے دھنک مثل کماں ٹوٹ گئی

پھر سرکنے لگی تاریخ کے چہرے سے نقاب
کھل گئی ذہن میں دہکتے ہوئے ماضی کی کتاب
حرف در حرف بدلنے لگے تعبیرِ خواب
گردشِ وقت نے ترتیب دیا یومِ حساب

پرچمِ عدل بصد رنگِ انا کھلنے لگا
ایک اِک اشک سرِ نوکِ مژہ تُلنے لگا

ظلم کی دھوپ نے سنولا دیے جذبوں کے گلاب
حبس کی زد میں پگھلنے لگے بخشش کے سحاب
چھا گیا عرصۂ ہستی پہ شقاوت کا عذاب
پڑ گئی ماندمہ و مہرِ خیالات کی آب

وقت جب خیر کی تعظیم کا در بھول گیا
خود تراشیدہ صلیبوں پہ بشر جھول گیا

شہر در شہر مچی قہرِ سلاطین کی دھوم
صحنِ گلشن پہ مسلط ہوئی خود بادِ سموم
ظلمتِ جہل کی ہیبت سے پڑے زرد علوم
لشکرِ جبر نے پامال کیا حسنِ نجوم

جبر کا شور بڑھا جب حدِ رسوائی سے
کھل گئی گرہِ جنوں صبر کی انگڑائی سے

صبر سرمایۂ دل، صبر مناجاتِ ضمیر
صبر خوشبو کی طرح پھول کے سینے میں اسیر
صبر صحرا سے گزرتے ہوئے بادل کا سفیر
صبر سقراط کے ہونٹوں پہ تبسم کی لکیر
صبر ایوانِ سلاطین میں کہاں ملتا ہے؟
صبر کا پھول سرِ نوکِ سناں کھلتا ہے

صبر غربت میں سدا دولتِ ثقلین اساس
صبر فرمانِ یقیں، صبر نگہدارِ قیاس
صبر قرآن بہ لب، صبر تفسیر شناس
صبر نبیوں کی قبا، صبر امامت کا لباس
صبر صدیوں کی ریاضت کا ثمر بنتا ہے
صبر بے چین دعاؤں کا اثر بنتا ہے

صبر آدم کا مقدر کبھی ہابیل مزاج
صبر انساں کی مشقت کو فرشتوں کا خراج
صبر اوہام کا قیدی ہے نہ پابندِ رواج
صبر مظلوم کے ماتھے پہ اٹل فتح کا تاج
ظلم جب سینۂ گیتی میں دھڑک اٹھتا ہے
صبر شبنم کے کلیجے میں بھڑک اٹھتا ہے

صبر یعقوب کا چہرہ کبھی یوسف کی جبیں
صبر مریم کا تقدس کبھی عیسیٰ کا یقیں
صبر کی مسندِ اعزاز سرِ عرش بریں
صبر ہے خاتمِ انگشتِ سلیماں کا نگیں
صبر کی طبع حسین جب بھی مچل جاتی ہے
شعلگیٔ نار کی گلزار میں ڈھل جاتی ہے

صبر منہ زور ہواؤں کی ہتھیلی پہ چراغ
صبر مہتاب کے سینے میں دمکتا ہوا داغ
صبر تشکیک کے جنگل میں تیقن کا سراغ
صبر کلیوں کا تکلم کبھی خوشبو کا دماغ
صبر ہر جبر و ستم خود سے بھلا دیتا ہے
صبر دشمن کو بھی جینے کی دعا دیتا ہے

صبر پیوند زمیں ہے کبھی افلاک شکار
صبر زنجیر کی شورش کبھی زنداں کا وقار
صبر اِلہام کی منزل کبھی آیت کا وقار
صبر حکمت کا خزانہ کبھی بخشش کا حصار
ہاتھ میں جب بھی سخاوت کا علم لیتا ہے
صبر مجرم کو ولایت کی سند دیتا ہے

جذبۂ نوحؑ کبھی عزمِ براہیمؑ ہے صبر
وحدتِ فکر کے احساس کی تنظیم ہے صبر
عظمتِ ارض و سماوات کی تجسیم ہے صبر
چشمۂ کوثر و خمخانۂ تسنیم ہے صبر
صبر کے عزمِ مسلسل سے جو ٹکراتے ہیں
مطلق الحکم شہنشاہ بھی مِٹ جاتے ہیں

صبر کونین کے چہرے کے لیے زینت و زین
صبر معیارِ نظر، دولتِ جاں، راحتِ عین
صبر خیبر کا جری، فاتحِ صد بدر و حنین
صبر کردارِ نبیؐ، صبر علمدارِ حسینؑ
صحنِ تاریخ میں جب خاک بکھر جاتی ہے
کربلا صبر کی معراج نظر آتی ہے

کربلا سجدہ گزاروں کے تقدس کی زمیں
کربلا حُسنِ رُخِ عرشِ معلیٰ کی امیں
کربلا حق کا بدن، نقشۂ فردوسِ بریں
کربلا عدل کا دستور، مروت کی جبیں
کربلا اب بھی ذرا دسترسِ جبر سے ہے
کربلا روکشِ خورشید سدا صبر سے ہے

جب بڑھا سوئے گریبانِ بشر ظُلم کا ہات
زلزلہ لانے لگا جب قصرِ شریعت کا ثبات
کھول اس بھید کو اے عزتِ عاشور کی رات
بول اے دینِ پیمبرؐ کی ابد رنگ حیات

تیرے جلتے ہوئے ہونٹوں پہ کوئی نام آیا
جُز حسینؑ ابنِ علیؑ کون ترے کام آیا

جُز حسینؑ ابنِ علیؑ کون، کہانی کس کی؟
آج تک ہو نہ سکی بات پرانی کس کی؟
دجلۂ وقت نے اپنائی رُوانی کس کی؟
موجِ کوثر سے مِلی تشنہ دہانی کس کی؟
لشکرِ ظُلم کو مٹّی میں ملایا کس نے؟
سو کے مقتل میں دو عالم کو جگایا کس نے؟

وہ حسینؑ ابنِ علیؑ، وقت کی تہذیب کا ناز
جس نے افشا کیا انسان کی توقیر کا راز
جس کا ہر زخم ہے سرمایۂ تقدیرِ حجاز
جس نے تیروں کے مصلّے پہ ادا کی ہے نماز

گرم جھونکوں سے جو احوالِ صبا پُوچھتا ہے
زیرِ خنجر بھی جو خالق کی رضا پُوچھتا ہے

لختِ دلِ فاطمہؑ زہرا کا وہ مظلوم حسینؑ
بارشِ ظلم میں تنہا مرا معصوم حسینؑ
پیاس میں قطرۂ دریا سے بھی محروم حسینؑ
عزتِ دینِ پیمبرؐ، ترا مقسوم حسینؑ
جس نے شاداب چمن پل میں اجڑتے دیکھا
جس نے چپ رہ کے عزیزوں کو بچھڑتے دیکھا

بندۂ ربِ دو عالم وہ خداوندِ اصول
ثمرِ قلبِ پیمبرؐ، درِ شہوارِ بتولؑ
نکہتِ آیۂ تطہیر گلستانِ رسولؐ
کہکشاں جس کے لیے دامنِ احساس کی دھول
زندگی جس کی محبت سے لبھاتی ہے مجھے
ہیبتِ موت پہ اب تک ہنسی آتی ہے مجھے

وہ جو شبنم بھی ہے شعلوں پہ شرر بار بھی ہے
دولتِ فکر بھی ہے عظمتِ کردار بھی ہے
وجہِ تخلیق بھی، تخلیق کا معیار بھی ہے
کاشفِ کنزِ خفی، صاحبِ اسرار بھی ہے
وہ جو مقتل میں بھی جذبوں کی گرہ کھولتا ہے
نوکِ نیزہ پہ بھی قرآں کی طرح بولتا ہے

وہ حسینؑ ابن علیؑ پیکرِ تحسین و جمال
لوحِ تقدیرِ دو عالم پہ وہ تحریرِ کمال
جس کا ہر قطرۂ خوں دجلۂ احساس و خیال
جس سے دیکھا نہ گیا دینِ پیمبرؐ کا زوال
نقش ہے جس کا عمل وقت کے آئینے میں
لشکرِ ظلم کا دل ڈوب گیا سینے میں

وہ حسینؑ ابن علیؑ، زندہ و تابندہ حسینؑ
تا ابد اپنے اصولوں میں وہ پائندہ حسینؑ
اپنے زخموں کی شعاعوں سے وہ رخشندہ حسینؑ
حق کی تجسیم وہ نبیوں کا نمائندہ حسینؑ
وہ جو میثاق کے ہر لفظ کی تجدید بھی ہے
جس کی مقروض نبوت بھی ہے توحید بھی ہے

عظمت ابن علیؑ، دین کے دستور سے پوچھ
فخرِ موسیٰ کی تجلی کا فسوں طور سے پوچھ
رفعتِ نوکِ سناں دیدۂ منصور سے پوچھ
صبرِ شبیرؑ کبھی سجدۂ عاشور سے پوچھ
عصرِ عاشور کی کرنیں جو کبھی پھوٹتی ہیں
آنکھ کے ساتھ دل و جاں کی رگیں ٹوٹتی ہیں

یک اِک کر کے بچھڑتے تھے جب انصارِ حسینؑ
آسرا کوئی ضعیفی کا، کوئی روح کا چین
یہ جواں لاش، وہ کم سِن تو ادھر راحتِ عین
ہچکیاں وہ کسی بچّی کی، کسی ماں کے وہ بَین
زندگی درد سے بے بس دیدۂ تر جیسی تھی
عصرِ عاشور قیامت کی سحر جیسی تھی

سو گئے جب سبھی اصحاب سرِ دشتِ بلا
اکبر و قاسم و عباس ہوئے شہؑ پہ فدا
کھو گئے عونؑ و محمّد، علی اصغرؑ بھی چلا
آئے مقتل میں حسینؑ ابنِ علیؑ بہرِ وفا
شکر کرتے پئے سجدہ کبھی جُھک جاتے تھے
سوئے خیمہ کبھی بڑھتے، کبھی رُک جاتے تھے

مقتلِ شہؑ کی زمیں خون سے تر ہو کے رہی
زندگی اپنے ہی سینے کا ربِستہ ہو کے رہی
نوکِ نیزہ کی بلندی تھی کہ سَر ہو کے رہی
ظلم کے ابر چھٹے، دیں کی سحر ہو کے رہی
جبر کا نام و نشاں، بھولا ہُوا خواب ہُوا
صبرِ شبیرؑ کے سجدے سے ظفریاب ہُوا

آدمِ ساداتؑ

(مدحتِ حضرتِ امام زین العابدین
علیؑ ابن الحسین علیہ السلام)

نکھرے ہوئے کردار کا قرآن ہے سجادؑ
انسان کی تقدیس کا سلطان ہے سجادؑ
سرچشمۂ دیں، عظمتِ ایمان ہے سجادؑ
اسلام کی تاریخ کا عنوان ہے سجادؑ

یہ شہرِ فضائل ہے مصائب کا جہاں ہے
تکبیرِ نبوت ہے امامت کی اذاں ہے

ہر دور میں احساس کی معراج ہے سجادؑ
غیرت کا شہنشاہ ہے سرتاج ہے سجادؑ
مظلوم کی آنکھوں میں مکیں آج ہے سجادؑ
کب تیرے میرے ذکر کا محتاج ہے سجادؑ

جب تک ہے جہاں میں حق و باطل کا فسانہ
سجادؑ کے سجدوں کو نہ بھولے گا زمانہ

جب نصب ہو دُنیا میں کبھی عدل کی میزان
جب حق کیلئے خود سے پگھلنے لگے وجدان
جب جبر کی بارش ہو سرِ سورۂ رحمٰن
جب ظلم سے ٹکرائے کسی دَور کا انسان
ہونٹوں پہ پیمبرؐ کی دُعا لے کے چلے گا
سجادؑ کی جرأت کا عصا لے کے چلے گا

سجاد سخی، سیّد و سردار و سرفراز
سجاد امین، امن کا آقا، اجل اعزاز
سجاد صعوبت کے مقابل رہے سپر انداز
سجاد کے خطبے میں ہے جبریل کی پرواز
سجاد سرِ دشتِ خزاں ابرِ کرم ہے
زینت ہے نمازوں کی عبادت کا بھرم ہے

سجادؑ کی آہٹ سے لرزتی رہی شاہی
سجاد کی آواز ہے باطل کی تباہی
سجاد ہے بے تیغ رہِ حق کا سپاہی
سجاد ہے شبیرؑ کی عظمت کی گواہی
سجاد کی ہیبت سے اجل ڈول رہی ہے
زنجیر کی اک ایک کڑی بول رہی ہے

سجّاد کی صُورت ہے کہ قرآن کی سُورَۃ
سجّاد کی ہر سانس شریعت کی ضرورت
سجّاد سے ٹکرائی جو باطل کی کدورت
بے نام و نشاں ہو کے رہی گرد کی صُورت

جب ظُلم کبھی دہر کو برباد کرے گا
سجّاد کو اسلام بہت یاد کرے گا

سجّاد کا چہرہ ہے کہ "والفجر" کا مفہوم
سجّاد کے گیسو ہیں شبِ درد کا مقسوم
سجّاد کا سینہ ہے کہ دیباچۂ معصوم
سجّاد کا ماتھا ہے آئینۂ مظلوم

سجّاد کی پلکوں پہ یہ آنسو جو اَڑے ہیں
غیرت کی ہر اک شاخ پہ یاقوت جڑے ہیں

سجّادؑ کی آنکھیں ہیں کہ مرجاں کی دکانیں
سجّادؑ کی ہیبت سے ہوئیں گنگ زبانیں
سجّادؑ کے دشمن اسے مانیں کہ نہ مانیں
گونجیں گی زمانے میں جہاں تک یہ اذانیں

سجّادؑ کے حصّے میں یہ اعزاز رہے گا
سجّادؑ پہ سجدوں کو بڑا ناز رہے گا

آوازِ سلاسل سے کئی حشر جگائے
تاریک زمینوں میں مہ و مہر اُگائے
اشکوں کی شعاعوں سے ڈھلے شام کے سائے
چُپ رہ کے ہر اک جور کے سب نقش مٹائے
سجادؑ نے اسلام کی تقدیر جگا دی
قیدی تھا مگر ظلم کی بنیاد ہلا دی

اے آدمِ ساداتِ و نشانِ رُخِ حسنینؑ
سلطانِ دلِ خاک نشیناں، شہِ ثقلین
اَبرو میں ہے اعجاز نما آیۂ قوسین
ملتی ہے ترے در سے ہمیں دولتِ دارین
انبوہِ الم میں بھی مناجات ممد ہے
تو ضبط کا معیار، تو ہی صبر کی حد ہے

اے قافلہ سالارِ غریباں مرے سردار
تاریخ کا چہرہ ہے ترے خون سے گلنار
ہم مرتبۂ عرشِ معلّیٰ ترا کردار
حق تیرا صحیفہ ہے، صداقت ترا معیار
دُنیا ہے فِدا چاند کی ادنیٰ سی جھلک پر
مولا، یہ ترے طوق کا ٹکڑا ہے فلک پر

ہے صبح کا تارا کہ ترا آخری آنسو
یہ قوسِ قزح ہے کہ ترا سایۂ ابرو
ہے شامِ غریباں کہ ترا نوحۂ گیسو
ہر موسمِ گُل تیرے پسینے کی ہے خوشبو
شبنم نے جو پتوں کے کبھی چاک سیے ہیں
پھولوں نے ترے زخم بہت یاد کیے ہیں

کانٹوں کو تری آبلہ پائی نے رُلایا
صحرا کو ترے داغِ جدائی نے رُلایا
زنداں کو تری زخم نمائی نے رُلایا
سجاد تجھے ساری خدائی نے رُلایا
تجھ پر تو وہ ساعت بھی قیامت کی گھڑی تھی
جب ثانیٔ زہرا سرِ دربار کھڑی تھی

مولا تری عظمت کوئی بازار سے پوچھے
یا ظلم کے دہکتے ہوئے دربار سے پوچھے
اُمّت کے بدلتے ہوئے کردار سے پوچھے
سجاد تری خُو کوئی اغیار سے پوچھے
ہر موڑ پہ نظریں تو جھکائے ہوئے گزرا
غیرت کے جنازے کو اُٹھائے ہوئے گزرا

پو پھٹی، اُبھری شعاعِ شش جہاتِ زندگی
زندگی کے زرد چہرے پر کھلی رخشندگی
مدّتوں کے بعد عرفاں کو ملی تابندگی
دُھل گیا، رُخسارِ حق سے گردِ شرمندگی

دُھل گیا رخسارِ حق، ذہنِ عدو شل ہو گیا
چودھویں کا چاند اب آدھا مکمل ہو گیا

اُمِّ فروہ کے گلستاں میں کھلا صد رنگ پھول
پھول جس کی موجِ خوشبو سے مرتّب ہوں اُصول
چاندنی ہے جس کے عکسِ رائیگاں سے دُھول دُھول
جس کی نکہت کو ترسے ہیں زمانے کے رسول

وہ حیاتِ جاوداں بجھتے چراغوں کے لیے
معرفت کی روشنی ہے جو دماغوں کے لیے

کارواں اب عید کر، تجھ کو نیا رہبر ملا
اے زمیں خوش ہو صداقت کا یہ پیغمبر ملا
ناز کر اے آسماں، رشکِ مہ و اختر ملا
دیکھ شہرِ علم، تجھ کو کیا منقّش در ملا

یہ امامِ حق مرے مشکلکشا کی شکل ہے
اے نصیری ہو بہو تیرے خدا کی شکل ہے

صادقِ آلِ محمدؐ

(مدحتِ سرکار امام جعفر صادق علیہ السلام)

مرحبا، پھر کھل رہا ہے آدمیت کا چمن
پھر مزاجِ حق کی انگڑائی ہوئی باطل شکن
پھر تلاطم آفریں ہے جوششِ دریائے سخن
سج رہی ہے چودہ معصوموں کی دلکش انجمن
پھر جوابِ انتظارِ چشمِ تر آنے کو ہے
وقت کی آغوش میں تازہ ثمر آنے کو ہے

آج کیوں طاؤس کی صورت ہوا رقصاں پھرے
کس لیے جبریلؑ بزمِ نور میں حیراں پھرے
کیوں ہجومِ انبیاء بھی مثلِ گل، خنداں پھرے
سوچنے دو، کیوں مسیحا، یوں تہی داماں پھرے
کون ایسا کیمیا گر ہے ؟ نشانی چاہیے
خضر کہتا پھر رہا ہے، زندگانی چاہیے

حضرتِ باقرؑ، مبارک جانشینِ ارجمند
جس کا رُتبہ سرحدِ سدرہ سے بھی ٹھہرا بلند
یہ کرم فطرت، حیا جُو، غم بجاں، مشکل پسند
جس کا بچپن ڈالتا ہے آسمانوں پر کمند

جب جوانی آئے گی کیا بانکپن ہو جائے گا
جدِّ امجد کی طرح خیبر شکن ہو جائے گا

موسمِ گُل کی طرح آیا ہے جعفرؑ پر شباب
لو قدم لینے کو اُتری ہے شعاعِ آفتاب
ریزہ ریزہ ٹوٹ کر بکھرا شبِ ظلمت کا خواب
ہوشیار اے آمریت، آگیا پھر انقلاب

دھڑکنیں سہمی ہوئی ہیں کیوں قریب و دور کی
ڈوبتی جاتی ہیں نبضیں کس لیے منصور کی

یہ محمدؐ کی طرح صادق، علیؑ جیسا دلیر
اس کا رتبہ کیا بتاؤں، خود زبر افلاک زیر
قول میں صادق ہے منبر پر، ولی میداں میں شیر
یہ اگر چاہے تو قسمت کو سنورتے کیا ہے دیر

یہ جہاں میں جس کسی پر فیض ارزانی کرے
فقر کے عالم میں وہ عالم کی سلطانی کرے

یہ قناعت کیش بھی، فرمانروائے دہر بھی
خاکسارِ مسندِ حق بھی، انا کا شہر بھی
ناخدائے کشتیِ جاں بھی، امیرِ بحر بھی
خُلد میں اس سے رواں لطف و کرم کی نہر بھی
جس طرح جلوے سبھی اسلام سے ظاہر ہوئے
معجزے سارے اسی کے نام سے ظاہر ہوئے

یہ قدِ رعنا ہے یا اسلام کی پہلی اذاں
آنکھ کی گہرائیوں میں رفعتِ ہفت آسماں
یہ جبیں ہے یا غلافِ مصحفِ کون و مکاں
خال و خد ہیں یا مقدس آیتوں کا اِک جہاں
گفتگو ہے یا نزولِ آیۂ تطہیر ہے
یہ سراپا مصطفٰےؐ کے خواب کی تعبیر ہے

جیم سے جزوِ جلالِ کبریا، جُہدِ جمیل
عین سے عرفانِ حق، عزمِ علیؓ، عکسِ عقیل
فٰ سے فرعِ مصطفٰےؐ، فہم و فراست کی فصیل
رٰ سے راحت، رہنما، راسخ، رضوی، رافع، رجیل
یوں تو اس کا نام نامی نقش دل پر ہو گیا
سینۂ قرطاس پر بکھرا تو جعفر ہو گیا

"ص" سے صائم سدا، صورت سے مافوق البشر
یہ "الف" الحمد کی آیات کا تصویر گر
"د" سے دردآشنائے دیدہ و دل سر بسر
"ق" سے قائم، قسیم کوثر و تسنیم تر
رُوح کے ہر زخم کا چارہ گرِ حاذق کہوں
دل یہ کہتا ہے اسے اب جعفرِ صادق کہوں

صادقِ حق، مرکزِ انوارِ ختم المرسلین
یعنی اے نصف النہارِ آفتابِ علم و دین
تیری دربانی کا خواہش مند جبریلِ امیں
لامکاں تک تیری سرحد، عرش تک تیری زمیں
آسماں کا نام تیرے ناز برداروں میں ہے
دینِ حق اب تک ترے گھر کے نمک خواروں میں ہے

کیوں نہ ہو واجب بنی آدم پہ تیرا احترام
تیرے کاسہ لیس ٹھہرے ہیں بزعمِ خود امام
ثبت ہے لوحِ جبینِ وقت پر تیرا کلام
چشمۂ ادراکِ ربِ دو جہاں تیرا پیام
ہر مفکر تیرے افکارِ حسیں میں کھو گیا
تیرے دم سے از سرِ نو دین زندہ ہو گیا

اے کَرم گستر، ستم ناآشنا، اخلاق جُو
تیرے دَم سے دینِ پیغمبر نے پائی ہے نمُو
تجھ سے باقی ہے جہانِ شش جہت کی آبرو
آخری مصرعہ امامت کی مسدس کا ہے تُو
آگہی تیرے کرم سے موجِ کوثر ہوگئی
معرفت شبنم کا قطرہ تھی سمندر ہوگئی

تُو نے فکرِ عصر کو یوں دولتِ عرفان دی
کور چشموں کو مہ و خورشید کی پہچان دی
سنگریزوں کو نظر بخشی دلوں کو جان دی
آدمیت کو متاعِ عظمتِ ایمان دی
بجلیوں کو بھی اسیرِ گوشۂ خرمن کیا
آگ پر شبنم چھڑک دی، دشت کو گلشن کیا

تیرے دروازے کی چوکھٹ قبلۂ اربابِ حق
صبح کی پہلی تجلی تیری مدحت کا وَرق
تجھ پہ نازاں آسماں ہے سرخرو تجھ سے شفَق
تیرے دم سے شہ رگ دیں میں جوانی کی رمَق
مضطرب ہے زندگی تیری محبت کے لیے
سانس لیتا ہے زمانہ تیری چاہت کے لیے

عکس ہے کاظمؑ ترا، تیری رضا، تیرا رضاؑ
تیرا تقویٰ ہے تقیؑ، نطقِ نقیؑ تیری صدا
عسکریؑ ہیبت تری، مہدیؑ ترا کُل مُدّعا
اس سے آگے کچھ نہیں کچھ بھی نہیں، ہو بھی تو کیا؟

کیا دُعا مانگوں متاعِ ختمِ عرفانی کے بعد
مَیں نے سب کچھ پا لیا تیری ثنا خوانی کے بعد

معراجِ قلم

(قصیدہ سرکارِ سلطانِ عرب والعجم امام ضامن علی رضا علیہ السلام)

یہ رنگ یہ رم جھم یہ برستی ہوئی خوشبو
کھلتے ہوئے ریشم کی طرح رات کے گیسو

دہکے ہوئے جذبوں سے مہ و سال کے پاتال
یہ گلبنِ یاقوت میں بکھرے ہوئے جگنو

یہ خاتمِ انگشتِ شب و روز کی جھلمل
یہ بارشِ فیروزہ و الماسِ لبِ جُو

ہستی کے خد و خال پہ الہام کے سائے
مستی میں یہ بجتے ہوئے الفاظ کے گھنگھرو

یہ وجد کا عالم ہے کہ دل پر نہیں کھلتا
پلکوں کے غلافوں میں ستارے ہیں کہ آنسو

احساس کی "کن من" میں انا الحق کی شعاعیں
انفاس کی شورش میں بھی آوازۂ "یاھو"

صحرائے تخیل میں یہ لفظوں کی لکیریں
یا چاندنی اوڑھے ہوئے بن میں رمِ آہو

یہ بزمِ ولا ۔ صلے علیؑ کے یہ مُصلے
یہ عرش نشین لوگ یہ فردوس کے گبھرو

اربابِ زمین سجدہ گزاری میں ہیں مصروف
افلاک پہ ملکوت ہیں قرآن بہ زانو

سُبُّوح کی تسبیح میں قائم کی مناجات
اَلْحَمد سے وَالنَّاس تلک شور ہے ہر سُو

نکہت سے نکھرتی ہوئی مدحت کی صبوحی
رگ رگ میں اُترتا ہوا ادراک کا جادو

آوازۂ "سُبحانکَ لَا عِلمَ لَنَا" پر
سر دھنتے ہوئے سایۂ طوبیٰ کے پکھیرو

کیوں دل میں مؤدّت نہ ہو ممدُوحِ خدا کی
مہتاب کی کرنوں کو سمندر پہ ہے قابُو

سُلطانِ خراساں کا قصیدہ کہوں کیسے؟
الفاظ ہیں کم قیمت و کم قامت و کم رُو

اِک وُہ کہ زبانوں کی رسائی سے ہے بالا
اِک مَیں کہ مجھے ٹھیک سے آتی نہیں "اردو"

اے ربِّ زباں خالقِ اقلیمِ تخیّل
اے صاحبِ قرآں کے لیے قوّتِ بازُو

اے تُو کہ ترا نُطق ہوا نہجِ بلاغت
دے میرے تکلّم کو بھی "طرماح" کی خُوبُو

خود لفظ ترے اذنِ سلونی کا ہے محتاج
الفاظ و مفاہیم کا محتاج نہیں۔ تُو

بہتر ہے کہ اَب قافیہ تبدیل کروں مَیں
پھر فطرتِ الفاظ بدلنے لگی پہلُو

دے اِذن کہ تو صاحبِ اسرارِ قلم ہے
پھر شوقِ ثنا خوانیٔ سلطانِ عجم ہے

سلطانِ عجم، صاحبِ دلداریٔ کونین
مختارِ ازل، قافلہ سالارِ اُمم ہے

کہنے کو علیؑ، نام رضاؑ، کام شفاعت
غربت میں بھی سردارِ شب و روزِ ارم ہے

پیکر ہے کہ اقصیٰ کا فلک بوس منارہ
سایہ ہے کہ اک ابر سرِ صحنِ حرم ہے

زلفیں ہیں کہ کعبے میں شبِ قدر کی آیات
چہرہ ہے کہ دیباچۂ آئینِ کرم ہے

آنکھیں ہیں کہ ثقلین کی بخشش کا سبیلیں
ماتھا ہے کہ سرنامۂ تعظیمِ اُمم ہے

رخسار، معابد ہیں مہ و مہرِ وفا کے
کردار کی عظمت میں رسولوں کا حشم ہے

رفتار، قیامت کو بھی تنظیم سکھائے
کونین کی شاہی کا فسوں زیرِ قدم ہے

بازو ہیں کہ وحدت کی حکومت کی حدیں ہیں
قد ہے کہ سرِ عرشِ بریں حق کا علَم ہے

شانے ہیں کہ انسان کی عظمت کے خزانے
سینہ ہے کہ اِک صفحۂ تاریخِ قدم ہے

ہاتھوں کی لکیریں ہیں کہ کوثر کی شعاعیں
ناخن کی چمک رشکِ رخِ شیشۂ جم ہے

ملبوس کی ہر تہہ سے دھنک رنگ چرائے
قدموں پہ سدا گردنِ افلاک بھی خم ہے

ہے امرِ اولی الامر کہ تصور ہو "زندہ"
عیسیٰ سے کہو آئے مقابل میں جو دم ہے!

پھولوں سے بھری رُت ہے ترا عکسِ تبسم
برسات کا موسم بھی ترا دیدۂ نم ہے

یہ بھید کھلا ہے ترے دریوزہ گروں سے
جنّت تری نعلین کی قیمت سے بھی کم ہے

اے ضامنِ ثامن مجھے اک بار عطا کر
وہ حرفِ یقیں جو سرِ اوراک رقم ہے

لکھتا ہوں تری مدح کہ حاصل ہو کوئی اجر
تُو لوح کا مفہوم ہے معراجِ قلم ہے

تُو میرا سخی میرا سخی ہے تو ابھی تک
کیوں منتظرِ لطف مرا دیدہ نم ہے

صد شکر کہ حاصل ہے ترے در کی دولت
مَیں خوش ہوں کہ یہ تیری عطا تیرا کرم ہے

راضی ہے اگر تُو — تو نہیں چاہیے کچھ اور
تُو خود ہی رضا ہے مجھے خالق کی قسم ہے

جنّت تری دہلیز سے خیرات ملے گی
وہ یوں کہ تری ذات مرے حق میں حکم ہے

فردوسِ بریں یوں تو ہے صدیوں کی مسافت
دیکھوں ترے رستے سے تو دو چار قدم ہے

عادی ہوں ازل سے میں ترے لطف و کرم کا
شاہوں کی نوازش مرے معیار سے کم ہے

دے مجھ کو سہارا کہ ترا اسمِ گرامی
ٹوٹے ہوئے ہر دل کی دعاؤں کا بھرم ہے

پھر تیری تجلّی کو ترستی ہیں نگاہیں
اِک اور زیارت کہ سفر سوئے حرم ہے

کوتاہیِ دامن تری معترض ہے جس پر
ہر آن محبّت تیری مائل بہ کرم ہے

خوش ہوں کہ ترے نام کی نسبت سے ہوں زندہ
یہ بھی نہ میسّر ہو تو پھر سانس بھی سم ہے

تو بابِ حوائج ہے تو پھر اے مرے ضامنؑ
کیوں مجھ پہ مسلسل غمِ دُنیا کا ستم ہے

ہاں میرے لیے ہے یہی معراجِ عبادت
حاصل مرے سجدوں کو ترا نقشِ قدم ہے

محسنؔ کے لیے حکم ہے کیا اے مِرے مولاؑ
یہ تیرا قصیدہ ہے، یہ مَیں ہوں، یہ قلم ہے

خمارِ صدق

بہ بارگاہِ حضرت حجۃ عجل اللہ تعالیٰ

ہم ایسے سادہ دلوں سے حجاب کیسا ہے؛
کہ ہم تو یوں بھی ہیں مٹنے کو نقشِ پا کی طرح

تُو جانتا ہے ہماری نیاز مندی کو
رہِ وفا کے فلک ناز آشنا کی طرح

ہمارے دِل میں مودت گلاب جیسی ہے
سنوارتا ہے عقیدہ جسے صبا کی طرح

ہر اِک نماز میں ہم مانگتے ہیں خیر تری
خمارِ صدق سے لبریز مدعا کی طرح

تری قسم تجھے شاملِ خیال کرتے ہیں
ہر ابتدا میں مگر خوفِ انتہا کی طرح

تری جھکی ہوئی پلکیں حروفِ لوح و قلم
لگے بہار کا موسم تری قبا کی طرح

دل و زباں پہ دمکتا ہے تیرے نام کا نقش
ہوائے صبح میں بھیگی ہوئی دعا کی طرح

ترے وجود کے قائل بھی ہم ہیں سائل بھی
شبِ سیہ میں ستاروں کے ہمنوا کی طرح

نہ پوچھ کتنے زمانوں سے تجھ کو ڈھونڈتے ہیں
کبھی چراغ کی صورت کبھی ہوا کی طرح

عقیدتوں کے افق پر کبھی ظہور تو کر
وہ ایک پل کو سہی، خوابِ خوشنما کی طرح

وگرنہ خوف ہے آنکھیں بھٹک نہ جائیں کہیں
تصیریوں کی بھٹکتی ہوئی صدا کی طرح

خطا معاف، نقاب ہیں رُخِ حسیں سے اُٹھا
خدا کے واسطے ہم سے نہ چھپ "خدا" کی طرح

علیؑ کی بیٹی

قدم قدم پر چراغ ایسے جلا گئی ہے علیؑ کی بیٹی
یزیدیت کی ہر ایک سازش پہ چھا گئی ہے علیؑ کی بیٹی

کہیں بھی ایوانِ ظلم تعمیر ہو سکے گا نہ اب جہاں میں
ستم کی بنیاد اس طرح سے ہلا گئی ہے علیؑ کی بیٹی

عجب مسیحا مزاج خاتون تھی کہ لفظوں کے کیمیا سے
حقیقت کو بھی سانس لینا سکھا گئی ہے علیؑ کی بیٹی

بھٹک رہا تھا، دماغِ انسانیت جہالت کی تیرگی میں
جنم کے اندھے بشر کو رستہ دکھا گئی ہے علیؑ کی بیٹی

دکانِ وحدت کے جوہری دم بخود ہیں اس معجزے پہ اب تک
کہ سنگریزوں کو آبگینے بنا گئی ہے علیؑ کی بیٹی

خبر کرو اہلِ جَور کو اب حسینیت انتقام لے گی
یزیدیت سے کہو سنبھل جائے، آگئی ہے علیؑ کی بیٹی

نبی کا دیں اب سَنور سَنور کے یہ بات تسلیم کر رہا ہے
اُجڑ کے بھی انبیاء کے وعدے نبھا گئی ہے علیؑ کی بیٹی

نہ کوئی لشکر، نہ سر پہ چادر، مگر نجانے ہوا میں کیونکر
غرورِ ظلم و ستم کے پُرزے اُڑا گئی ہے علیؑ کی بیٹی

پہن کے خاکِ شفا کا احرام، سر برہنہ طواف کر کے
حسینؑ! تیری لحد کو کعبہ بنا گئی ہے علیؑ کی بیٹی

کئی خزانے سفر کے دوران کر گئی خاک کے حوالے
کہ پتھروں کی جڑوں میں ہیرے چھپا گئی ہے علیؑ کی بیٹی

یقیں نہ آئے تو کوفہ و شام کی فضاؤں سے پوچھ لینا
یزیدیت کے نقوش سارے مٹا گئی ہے علیؑ کی بیٹی

ابد تلک اب نہ سر اٹھا کے چلے گا کوئی یزید زادہ
غرورِ شاہی کو خاک میں یوں ملا گئی ہے علیؑ کی بیٹی

گزر کے چپ چاپ لاشِ اکبر سے پا برہنہ رسن پہن کر
خود اپنے بیٹوں کے قاتلوں کو رلا گئی ہے علیؑ کی بیٹی

مَیں اس کے در کے گداگروں کا غلام بن کر چلا تھا محسنؔ
اسی لیے مجھ کو رنج و غم سے بچا گئی ہے علیؑ کی بیٹی

کلیمِ طورِ وفا

(مدحتِ حضرت عباس علمدار)

نوبت بجی، سجی وہ خیالوں کی انجمن
پیدا ہوئی جبینِ تخیل پہ اِک شکن
بکھری شفق میں ذہن کے تصور کی ہر کرن
پہنا عروسِ وقت نے غیرت کا پیرہن
ابھرا ہے ماہتاب جو "اُمّ البنین" کا
ملتا ہے آسماں سے مقدر زمین کا

چُن لی خیال نے جو ازل میں علیؑ کی "عین"
"ب" بضعتِ رسولؐ کی عصمت کا زیب و زین
"الحمد" کے الف کا سراپا دلوں کا چین
"والناس" کی یہ "سین" یہ نطقِ دلِ حسینؑ
ہر حرف کائنات کا عکاس بن گیا
دیکھا جو غور کر کے تو عباسؑ بن گیا

عباسؑ افتخارِ وفا تاجدارِ حرب
لرزاں ہیں جس کے نام سے اطرافِ شرق و غرب
"ضرب المثل" بنی ہے زمانے میں جس کی ضرب
جس کو ملول کر نہ سکے حادثاتِ کرب
سو بار دستِ ظلم سے انساں کا خوں ہوا
عباسؑ کا علم نہ مگر سرنگوں ہوا

اللہ رے بچپنے میں یہ عباس کی پھبن
انگڑائیوں میں گم ہے قیامت کا بانکپن
تیور ہیں شوخ شوخ تو چہرہ چمن چمن
آنکھیں شفق شفق ہیں تو زلفیں شکن شکن
عباسؑ کبریا کا عجب انتخاب تھا
طفلی میں بھی علیؑ کا مکمل شباب تھا

حیدرؑ کے بعد ملکِ شجاعت کا تاجور
وہ بادشاہِ صبر و تحمل کا ہم سفر
جس نے کیا ہے لُٹ کے دلِ آدمی میں گھر
جس کے لہو میں ڈھل کے نکھرتی رہی سحر
وہ جس کی پیاس چشمۂ آبِ حیات ہے
وہ جس کا نام آج بھی وجہِ نجات ہے

جس کی جبیں کے بل سے زیادہ نہ تھی فرات
جس کی ہر اک ادا پہ نچھاور ہوئی حیات
قبضے میں تیغ تیغ کی چھاؤں میں معجزات
مٹھی میں تند و تیز شجاعت کی کائنات

جب بھی نبیؐ کے دیں پہ کوئی حرف آگیا
عباسؑ فاطمہؑ کی دعا بن کے چھا گیا

معیار بے مثیل تو کردار لازوال
گفتار، عکسِ نطقِ امامت کا اک کمال
رفتار میں وہ عزم کہ محشر بھی پائمال
چہرے پہ وہ جلال کہ یاد آئے ذوالجلال

عباسؑ کا وقار قیامت کی چیز تھی
صبر و رضا غلام، شرافت کنیز تھی

عباسؑ اوجِ حق بھی غرورِ امام بھی
یعنی کلیمِ طورِ وفا بھی کلام بھی
حسنِ فروغِ صبر و نصیرِ امام بھی
بھائی بھی تھا، مشیرِ سفر بھی غلام بھی

عباسؑ بندگی میں وہ آیت نواز تھا
شبیرؑ فخر کرتے تھے، زینبؑ کو ناز تھا

عباسؑ علم و فکر کی ساعت کا نام ہے
عباسؑ کبریا کی اطاعت کا نام ہے
عباسؑ کوہسارِ شجاعت کا نام ہے
عباسؑ روزِ حشر شفاعت کا نام ہے
کیا غم یہ کائنات اگر بے ثبات ہے
عباسؑ کا کرم ہی حقیقی حیات ہے

عباسؑ عکسِ قوتِ پندارِ حیدری
جس کے سکوتِ صبر پہ قرباں ولاوری
وہ جس کی بندگی سے ٹپکتی ہو داوری
جس کو ملے متاعِ دعائے پیمبری
وہ حشر کی تپش کا بھلا کیوں گلا کرے
عباسؑ کا علم جسے چھاؤں عطا کرے

ہر سمت حادثوں کی سنانیں گڑی رہیں
نظریں فرازِ عرشِ بریں سے لڑی رہیں
پاؤں کی ٹھوکروں میں رکابیں پڑی رہیں
قبضے میں ذوالفقار کی نبضیں اڑی رہیں
عباسؑ کربلا میں وہ جوہر دکھا گیا
بوڑھے بہادروں کو علیؑ یاد آگیا

حملے وہ تیغ تیغ تو بازو یہ ڈھال ڈھال
آنکھیں ہیں زخم زخم تو مجروح بال بال
اعضا ہیں چور چور تو زخمی ہے خال خال
دریا ہے سُرخ سُرخ تو پانی ہے لال لال
پیاسا پلٹ رہا ہے مگر سرفراز ہے
عباسؑ کبریا تو نہیں، بے نیاز ہے

یوسفِ آلِ محمدؐ

(شہزادہ علیؑ ابن الحسین الاکبرؑ)

اکبرؑ شبابِ حُسنِ پیمبرؐ کا نام ہے
اکبرؑ جلالِ جذبۂ حیدرؑ کا نام ہے
اکبرؑ عروجِ مہرِ منور کا نام ہے
اکبرؑ حسینیت کے مقدر کا نام ہے
فرصت ملے تو پُوچھ بشر کے سکون سے
اسلام سُرخرو ہوا اکبرؑ کے خُون سے

اکبرؑ، اَلِف سے امنِ ازل کی اٹل اذاں
اور "کاف" کبریا کے کرم کی ہے کہکشاں
"ب" برگ و بارِ بختِ بشر کی بلندیاں
"ر" ربتِ رنگ و راحت و رفعت رئیسِ جاں
اکبرؑ کے دم سے نُور کی قسمت رواں ہوئی
اکبرؑ کا نام لے کے شریعت جواں ہوئی

اکبرؑ کی انگلیاں ہیں کہ طوبیٰ کے برگ و بار
پوریں ہیں یا حدودِ مضافاتِ کردگار
مثلِ فرازِ عرش ہتھیلی کا ہر ابھار
ہر اِک لکیر آیۂ قوسین کا وقار
اکبرؑ کے ہاتھ مثلِ یدِ اللہ دقیق ہیں
ریزے بھی صدف سبھی ناخن عقیق ہیں

یہ بھیگتی مسیں ہیں کہ کوثر کی آیتیں
پلکیں ہیں یا حروفِ کرم کی روایتیں
بازو ہیں یا زمان و مکاں کی حکایتیں
اکبرؑ پہ کیا ہوئیں رُخِ حق کی عنایتیں
اکبرؑ کا خون جس میں نگینے سے جڑ گیا
خاکِ شفا لقب اسی صحرا کا پڑ گیا

لوحِ جبیں پہ نقشِ دو عالم کی آبرو
سجدے کا داغ مہرِ نبوت ہے ہُو بہو
یاقوتِ لب ہوں یا دُرِ دنداں کی آب جو
ہر چاند ماند صورتِ اکبرؑ کے رُو برُو
اکبرؑ کے قد کو دیکھ کبھی اس حساب میں
معراج کر رہی ہے رسالت شباب میں

اکبؑر کی دسترس میں جوانی کی سلطنت
اکبؑر کی گردِ پا ہے سلاطین کی تمکنت
اکبؑر کے زیرِ سایہ ملائک کی منزلت
اکبؑر کے خال و خد کے فضائل ہیں اَن گنت

دیکھی تھی اک کرن جو ازل کے غلاف میں
یوسف کا حُسن محو ہے اب تک طواف میں

چہرہ ہے یا فصاحتِ آیاتِ مُرسلیں
آنکھیں ہیں یا تصورِ وحدت کے دو نگیں
ابرو مثالِ منزلِ معراجِ فکر دیں
سایہ بدن کا ہے کہ یہ کعبہ کی سرزمیں

اکبؑر کی سانس عکس گرِ موجِ نُور ہے
اکبؑر کے گیسوؤں کی جھلک کوہِ طُور ہے

اکبؑر کا پیرہن ہے ستاروں کی انجمن
اکبؑر کے نقشِ پا کا ہے گلکاری چمن چمن
اکبؑر کے نطق میں ہے نبوت کا بانکپن
اکبؑر کی تشنگی سے ہے دریا شکن شکن

سانسیں رُکی ہیں چشمۂ آبِ حیات کی
اکبؑر کی انگلیوں میں ہیں نبضیں فرات کی

جیسے ہے روشنی مہ و اختر کے ساتھ ساتھ
جس طرح نکہتیں ہیں گُلِ تر کے ساتھ ساتھ
جیسے عروجِ نُطق، سخنور کے ساتھ ساتھ
تکبیر یوں ہے آج بھی اکبرؑ کے ساتھ ساتھ

اِن کے بغیر دیں میں زیاں ہے نہ سُود ہے
تکبیر ہے نماز تو اکبر درُود ہے

اکبرؑ کی خامشی ہے فصاحت کلام کی
اکبرؑ کی ہر ادا ہے علامت دوام کی
اکبرؑ میں تربیت ہے شعورِ امام کی
دُنیا میں اَب بھی دھوم ہے اکبرؑ کے نام کی

بادل ہے یا غلافِ شبیہِ رسولؐ ہے
یہ دُھوپ ہے کہ دامنِ اکبر کی دُھول ہے

اکبرؑ ہجومِ غم میں تبسم کا آسماں
اکبرؑ شبِ سیہ کے جگر میں کرن کماں
اکبرؑ، دعائے ثانیِ زہرؑا کا کارواں
اکبرؑ کی تیغ دشمنِ دیں پر شرر فشاں

لیلیٰ کی آرزو کے چمن کا نکھار ہے
اکبرؑ حسینیت کا حقیقی وقار ہے

تقدیر بنانے کے لیے بخت جو کھویا
خود پانچواں معصوم تری موت پہ رویا
باطل کو خود اشکوں کے تلاطم میں ڈبویا
اسلام کے چہرے کے ہر اک داغ کو دھویا

تا حشر ہے اب ظلم ترے صبر کا قیدی
خود دیں کی سحر ہے ترے بالوں کی سفیدی

خاتون کا گھر تو نے تو آباد بھی دیکھا
کونین کے مخدوم کا دل شاد بھی دیکھا
اس دہر کو مجموعۂ اضداد بھی دیکھا
کس طرح ہوا گھر وہی برباد بھی دیکھا

تجھ کو تو خبر ہے کہ کسے کس نے رلایا
ہاں تو نے تو زہرا کا جنازہ بھی اٹھایا

سلام

حسّاس ہے اصغرؑ

سرمایۂ دیں، دولتِ احساس ہے اصغرؑ
ہم نامِ علیؑ جرأتِ عباسؑ ہے اصغرؑ

شبیرؑ وہ قرآنِ مصائب ہے کہ اس میں
"الحمد" سکینہ ہے تو "والنّاس" ہے اصغرؑ

نیند آہی گئی ہے تو اسے اب نہ جگانا
اے شامِ غریباں، بڑا حسّاس ہے اصغرؑ

ممکن ہو تو محشر میں بھی لب چوم لے اس کے
اے کوثر و تسنیم، تری پیاس ہے اصغرؑ

زنداں میں ربابؑ اب بھی بدلتی نہیں کروٹ
وہ اب بھی سمجھتی ہے مرے پاس ہے اصغرؑ

اعدا کے مقابل کوئی دیکھے لِے محسنؔ
اسلام کے جذبات کا عکّاس ہے اصغرؑ

ملکۂ دشتِ وفا

دامنۃ الزہرا جنابِ فِضّہ

ایماں کے لیے دولت بیدار ہے فِضّہ
باطل کے لیے راہ کی دیوار ہے فِضّہ
دربانیٔ سادات کا معیار ہے فِضّہ
حُوروں سے فزوں صاحب کردار ہے فِضّہ
اِتنا بڑا اعزاز کنیزی میں کہاں ہے؟
زہراؑ نے بہن کہہ دیا حسنینؑ کی ماں ہے

عصمت کے لیے شمعِ شبستاں ہو تو ایسی
سیرت کے لیے دولتِ عرفاں ہو تو ایسی
تاثیرِ درِ حضرتِ عمرانؑ ہو تو ایسی
زہراؑ کی حویلی کی نگہباں ہو تو ایسی
فِضّہ جو نہ چاہے تو کلی تک نہیں کِھلتی
جبریلِ امیں کو بھی اجازت نہیں مِلتی

پابندِ عمل، فکر کی عامل رہی فِضّہ
ایمان و عقیدت میں بھی کامل رہی فِضّہ
تا عُمر عبادات کی حامل رہی فِضّہ
قرآن کی سطروں میں بھی شامل رہی فِضّہ
جب صُورتِ کعبہ ہمیں زہراؑ نظر آئی
فِضّہ بھی غلافِ سرِ کعبہ نظر آئی

چمکا ہے ملائک سے بھی بڑھ کر ترا مقسوم
آغوش میں پلتے رہے حسنینؑ سے معصوم
تعظیم کو اُٹھتے رہے کونین کے مخدوم
ہر دور میں کی تُو نے مددگاریٔ مظلوم
ہے یاد مجھے حِیْنٌ مِنَ الدَّھر کا قصّہ
سادات نے آیات میں بخشا تجھے حِصّہ

فاقے کے سوا تُو نے بسر رات نہیں کی
پھر بھی کبھی تاخیرِ مناجات نہیں کی
تُو نے تو کبھی فکرِ مکافات نہیں کی
قرآں کے سوا تُو نے کوئی بات نہیں کی
کیا بات ہے فِضّہ تری توقیر گری کی
چادر تری مسند ہے زمانے کے نبیؐ کی

رُتبہ وہ مِلا ہے تجھے خاتون کے گھر میں
جچتی نہیں دُنیا کی بلندی بھی نظر میں
اعجاز ہے وُہ تیری دُعاؤں کے اثر میں
تسبیحِ ملائک میں نہ جبریلؑ کے پر میں
یُوں بھی ترے اعزاز کی تکمیل ہوئی ہے
جنّت میں بھی احکام کی تعمیل ہوئی ہے

شامل ترے حِصّے میں محمّدؐ کی دعا ہے
اسلام کو تُو نے بھی سر افراز کیا ہے
ہے لائقِ توقیر کبھی آبلہ پا ہے
یہ بھید تو محشر میں کھُلے گا کہ تو کیا ہے
جنّت میں جب آئے گی شریفوں کی عماری
تُو لائے گی خاتونِ قیامت کی سواری

اللہ رے ترے خُلق و شرافت کی تب و تاب
تُو ایک زمانے کو سِکھاتی رہی آداب
شرمندۂ تعبیر ہُوا یوں بھی ترا خواب
تُو بن گئی تاریخِ مصائب کا بھی اِک باب
ہر فعل ترا صدقِ مودّت کی سند ہے
تُو مملکتِ پنجتنِ پاک کی حد ہے

سلام

بصد رکوع و سجود و قیام کہنا ہے
حسینؑ ابنِ علیؑ پر سلام کہنا ہے

زباں کو چاہیے کچھ اعتمادِ خاکِ شفا
ہمیں جبیں کو معلّیٰ مقام کہنا ہے

غمِ حسینؑ میں اِک اشک کی ضرورت ہے
پھر اپنی آنکھ کو، کوثر کا جام کہنا ہے

یہ نام کیوں نہ کروں زندگی میں وردِ زباں
مجھے لحد میں علیؑ کو امام کہنا ہے

بروزِ حشر زیارت نصیب ہو تو ہمیں
علیؑ کے لالؑ سے تھوڑا سا کام کہنا ہے

کہاں تلک نہ سُنے گا کوئی حسینؑ کا ذکر؟
یہ داستاں تو ہمیں صبح و شام کہنا ہے

یہ داغِ ماتمِ شبیرؑ ہے جسے محسنؔ
اندھیری قبر میں ماہِ تمام کہنا ہے

سلام

غمِ شبیر اپنی زندگی ہے
یہ غم دونوں جہاں سے قیمتی ہے

ہمیں حبِ علیؑ پیاری ہے سب سے
کہ ماں کی گود سے ہم کو ملی ہے

خدایا کربلا میں جا کے ہم نے
تری جنت زمیں پر دیکھ لی ہے

فشارِ قبر سے خائف نہیں ہم
فرشتوں سے ہماری دوستی ہے

متاعِ خلد اِک آنسو کے بدلے
غمِ شبیرؑ بھی کتنا سخی ہے

کفن پہنا جو اہل کربلا نے
اُسی کا نام شاید چاندنی ہے

اُسی جنت پہ مرتے ہو جو دن بھر
درِ بہلولؒ پر بکتی رہی ہے

درِ شبیرؑ، تیری نوکری بھی
دو عالم میں انوکھی افسری ہے

اندھیری قبر میں محسنؔ اکیلا
مدد کر یا علیؑ، مشکل گھڑی ہے

سلام

کربلا میں خُلد کا جب در کھُلا
رازِ عزمِ آلِ پیغمبر کھُلا

حیف سُورج پر کہ اس کے سامنے
فاطمہؑ کی بیٹیوں کا سر کھُلا

جیسے کھِلتی ہیں ہوا سے نکہتیں
موت سے ایسے علی اصغرؑ کھِلا

یاد آئی بے کسی سجادؑ کی
جب کسی بیمار کا بستر کھُلا

اپنی خوش بختی ہے ورنہ دوستو!
کب غمِ شبیرؑ دنیا پر کھُلا

ہر طرف گونجی دُعائے فاطمہؑ
رَن میں تیغِ حُرؑ کا جب جوہر کھُلا

باعثِ بخشش ہوئے ماتم کے داغ
جب مِرے اعمال کا دفتر کھلا

آفتابِ حشر ڈوبے شرم سے
دیکھ لے گر سینۂ اکبرؑ کھلا

سر برہنہ چھا گئی بنتِ علیؑ
مدتوں میں عقدۂ خیبر کھلا

بھر گئیں اشکوں سے جب آنکھیں مِری
مجھ پہ لطفِ چشمۂ کوثر کھلا

شاخِ طوبیٰ نے مرے بوسے لیے
پرچمِ عباسؑ جب سر پر کھلا

دھوپ محشر کی جو کچھ بڑھنے لگی
مجھ پہ جبریلِ امیں کا پر کھلا

یا علیؑ محسنؔ کی جرأت دیکھنا
جب فرشتوں سے ترا نوکر کھلا

سلام

ماتم کرو کہ عظمتِ انساں اداس ہے
دِن ڈھل چکا ہے، شام غریباں اداس ہے

لاشِ حسینؑ دھوپ کے صحرا میں دیکھ کر
دوشِ رسولؐ، تختِ سلیمانؑ اداس ہے

شبیرؑ تیرے آخری سجدے کی یاد میں
بے چین ہے نماز تو قرآں اُداس ہے

وہ کون دو شہید ہیں جن پر ستم کے بعد
خنجر کی دھار، تیر کا پیکاں اُداس ہے

یہ کس کی ہچکیوں سے شہیدوں کے ساتھ ساتھ
مقتل کے آس پاس بیاباں اُداس ہے

اُن بیبیوں کے سوگ میں کوفہ کے ساکنو
گلیاں ہیں شرمسار، چراغاں اُداس ہے

گونجے کہیں سے خطبۂ شبیرؑ پھر کہیں
اے کردگارِ گردشِ دوراں اُداس ہے

کس بے کفن یتیم کے مدفن کے واسطے
اب تک غلافِ سایۂ زنداں اداس ہے

اِک اشک آنکھ میں ہے بیادِ بتولِ پاک
یا جنت البقیع کا درباں اُداس ہے

سجادؑ کے بدن پہ ہیں زخموں کے کچھ نشاں
شاداب ہو کے بھی یہ گلستاں اداس ہے

محسنؔ طلوعِ ماہِ محرم کے ساتھ ہی
ہر دِل مثالِ شہرِ خموشاں اُداس ہے

سلام

بے رِدا شہر کی گلیوں سے گزر زینبؑ کا
پُشتِ عابدؑ پہ ہے تحریر سفر زینبؑ کا

گر پڑا خاک پہ عباسؑ کا سر مقتل میں
نوکِ نیزہ سے نہ دیکھا گیا سر زینبؑ کا

خُونِ شبیرؑ کی ہر بوند کا مقروض بشر
خُونِ شبیرؑ ہے مقروض مگر زینبؑ کا

رات لگتی ہے مجھے بنتِ پیمبرؐ کی رِدا
چاند لگتا ہے مجھے دیدۂ تر زینبؑ کا

یہ الگ بات کہ محفوظ رہا دینِ رسولؐ
یہ الگ بات کہ لُوٹا گیا گھر زینبؑ کا

لاشِ اکبرؑ پہ حسینؑ ابنِ علیؑ کہتے تھے
کس نے چھلنی کیا برچھی سے جگر زینبؑ کا

جس جگہ شامِ غریباں کی ہو مجلس برپا
ذکر ہوتا ہے وہاں تا بہ سحر زینبؑ کا

سلام

یادِ زینبؑ کو جو عباسؑ کے بازو آئے
دیر تک آنکھ میں بے ساختہ آنسو آئے

قبرِ اصغرؑ پہ گھڑی بھر کو چراغاں تو ہُوا
کربلا میں جو بھٹکتے ہوئے جگنو آئے

مِٹ گئی یاد سے تقدیر کے ماتھے کی شِکن
ذہن میں جب علی اکبرؑ ترے گیسو آئے

بڑھ کے لہروں نے قدم چُوم لیے بچوں کے
چاندِ مُسلم کے جو کوفہ میں لبِ جُو ہوئے

کیوں نہ چُومیں انہیں جنت کی ہوائیں مولاؑ
ہونٹ میرے تری دہلیز کو جب چھُو آئے

ہم چھپا کر اُسے رکھتے ہیں کفن میں محسنؔ
خونِ شبیرؑ کی جس خاک سے خوشبُو آئے

سلام

عاشور کا ڈھل جانا، صغرا کا وہ مرجانا
اکبر ترے سینے میں، برچھی کا اتر جانا

اے خونِ علی اصغر، میدانِ قیامت میں
شبیر کے چہرے پر کچھ اور نکھر جانا

سجاد یہ کہتے تھے معصوم سکینہ سے
عباس کے لاشے سے چپ چاپ گزر جانا

ننھے سے مجاہد کو ماں نے یہ نصیحت کی
تیروں کے مقابل بھی بے خوف و خطر جانا

محسن کو رلائے گا تا حشر لہو اکثر
زہرا تری کلیوں کا صحرا میں بکھر جانا

○

سلام

میری آنکھوں میں جو اشکوں کی جھڑی ہے لوگو
غمِ شبیر کی دولت یہ بڑی ہے لوگو

شرم سے شام کے سورج نے جھکالیں آنکھیں
بنتِ زہراؑ سرِ دربار کھڑی ہے لوگو

لاشِ عباسؑ پہ زینبؑ کھلے سر آئی ہے
منہ چھپا لو کہ قیامت کی گھڑی ہے لوگو

سرخرو ہو گئی تربیتِ آغوشِ رباب
موت سے آنکھ جو اصغرؑ کی لڑی ہے لوگو

سینۂ اکبرؑ کا جو برچھی سے ہوا ہے زخمی
چوٹ لیلیٰؑ کے کلیجے پہ پڑی ہے لوگو

لاشِ اصغرؑ پہ سکینہؑ کا سنبھلنا مشکل
تیر کی نوک تو گردن میں اڑی ہے لوگو

بنتِ زہراؑ کی مصیبت نہ سنو محسنؔ سے
ایک برچھی ہے کہ سینے میں گڑی ہے لوگو

سلام

پھر آیا ہے محرّم کا مہینہ
لٹا دو پھر سے اشکوں کا خزینہ

چمن والو علی اصغرؑ سے سیکھو
خزاں میں مسکرانے کا قرینہ

یہ کس پیاسے نے ٹھکرایا ہے پانی
کہ دریا کی جبیں پر ہے پسینہ

ہوا عبّاسؑ کا چہرہ چھپا لے
کہ مقتل میں چلی آئی سکینہؑ

بنا لے بادباں زینبؑ رِدا کو
تلاطم میں ہے نبیوںؑ کا سفینہ

نشانِ ماتمِ ابنِ علیؑ سے
مُصلیٰ بن گیا ہے اپنا سینہ

غمِ شبیرؑ کے لطف و کرم سے
ہر اِک آنسو ہے جنّت کا نگینہ

دمکتا ہے سدا اشکوں کی مے سے
دلِ مومن کا نازک آبگینہ

سدا ملتی رہے محسنؔ کو مولاؑ
تری دہلیز سے نان شبینہ

کربلا سے جو مری سمت ہوائیں آئیں
دیر تک گریہ و ماتم کی صدائیں آئیں

پھول مہکے جو بہاروں میں تو سوچا میں نے
کن شہیدوں کے لیے سُرخ قبائیں آئیں

مُسکراتے ہُوئے تاروں نے جھکالیں آنکھیں
یاد جب بھی علی اصغرؑ کی ادائیں آئیں

بُجھ گیا جب شہِ مظلومؑ کے خیمے کا چراغ
پرسہ دینے کو بڑی دیر ہوائیں آئیں

جب بھی ماتم کے لیے ہاتھ اٹھائے میں نے
میرے حصے میں پیمبرؐ کی دعائیں آئیں

آسمانوں سے جو ٹکراتی ہے فریادِ رباب
قبرِ اصغرؑ پہ برسنے کو گھٹائیں آئیں

خاک اڑتی رہی رستے میں بڑی دیر تلک
بیبیوں کو جو کبھی یاد ردائیں آئیں

نامِ عباسؑ لیا پھر مرے دل نے محسنؔ
پھر سلامی کو دو عالم کی وفائیں آئیں

سلام

دیکھنا، رُتبہ ہے کتنا محترم عباسؑ کا
عرش تک لہراتا جاتا ہے عَلم عباسؑ کا

چودھویں معصوم کے رخشندہ چہرے کی قسم
چودھویں کا چاند ہے نقشِ قدم عباس کا

ہو گئی محفوظ تاریخ حسینؑ ابن علیؑ
کربلا میں جب ہُوا بازو قلم عباسؑ کا

آسماں بہرِ زیارت جھک کے دیکھے گا تمہیں
رُوح میں تعمیر کر لینا حرم عباس کا

ساحلِ دریا کو فتح کر کے تشنہ لب رہا
سارے عالم کی وفا بھرتی ہے دَم عباسؑ کا

عرش والوں سے ہے نسبت ہم کو
ہم بھی جبریلؑ کے پر رکھتے ہیں
ہنس کے مٹی سے بہلنے والے
سلطنت زیرِ اثر رکھتے ہیں
اپنے سینے پہ ہیں ماتم کے نشاں
ہم بھی سامانِ سفر رکھتے ہیں
زیرِ خنجر بھی حسینؑ ابن علیؑ
ہم غریبوں کی خبر رکھتے ہیں
میرے بچوں پہ کرم ہو مولاؑ
آپ اکبر سا پسر رکھتے ہیں

دیکھ یہ زخم یہ آنسو محسنؔ
ہم بھی خورشید و قمر رکھتے ہیں

○

اس نہج پہ انسان نے سوچا ہی کہاں ہے
شبیرؑ زمانے میں رسالت کی زباں ہے

یہ ابر کا ٹکڑا جو بکھرتا ہے فضا میں
سادات کے جلتے ہوئے خیموں کا دھواں ہے

بہنے لگا ہر ظلم مثالِ خس و خاشاک
زینبؑ، تری تقریر بھی اک سیلِ رواں ہے

شبیرؑ کی آواز جو گونجی سرِ مقتل
زینبؑ یہی سمجھی، علی اکبرؑ کی اذاں ہے

کیوں برق سی گرتی ہے سرِ لشکرِ اعداء
اصغرؑ کے لبوں پر تو تبسّم کا نشاں ہے

بازار کے ہر موڑ پہ زینبؑ نے صدا دی
سجّاد سے پوچھو، مرا عباسؑ کہاں ہے

شبیّرؑ کا غم بھول کے دُنیا کی خبر لے
محسنؔ کو ابھی اتنی فراغت ہی کہاں ہے

○

○

مظلومؑ کے ہاتھوں پہ جو دم توڑ رہا ہے
کم سِن ہے مگر قائدِ اربابِ وفا ہے

شبیرؑ کے مقتل سے گزرتا ہے جو اکثر
وہ ابر نہیں، ثانیِ زہراؑ کی ردا ہے

یہ کون مسافر تھا جو مدفن کو بھی ترسا
یہ کس کا جنازہ تھا جو تیروں پہ رکھا ہے

زینبؑ کی صدا سُن کے یہ جبریل نے پوچھا
یہ حیدرِ کرّار کہاں بول رہا ہے

اے روحِ پیمبرؐ، تری اُمّت ہے پریشاں
شاید تری بیٹیؑ تری اُمّت سے خفا ہے

ماتم کی صدا تیز کرو، سوچتے کیا ہو
شبیرؑ ابھی نرغۂ اعدا میں گھرا ہے

میں موت سے خائف ہوں نہ محشر سے ہراساں
محسنؔ مری بخشش کی سند خاکِ شفا ہے

○

قطعات

○

خالق نے کچھ اس طرح اُتارے ہیں محمدؐ
ہر دَور میں ہر شخص کو پیارے ہیں محمدؐ
اکثر ورِ زہرا پہ جبریلؑ نے سوچا
پیغام کِسے دوں کہ یہ سارے ہیں محمدؐ

○

نازاں ہوں مقدر پہ ہے احسانِ محمدؐ
ہوں آئینہ بردارِ غلامانِ محمدؐ
چھیڑے نہ مجھے حشر کے سورج کی حرارت
حاصل ہے مجھے سایہ دامانِ محمدؐ

○

دل میں چاہت ہے پیمبرؐ کی تو دوزخ کیسی!
پھر سرِ حشر یہ رحمت کا لبادہ کیا ہے
اے فرشتو! میرے اعمال نہ دیکھو ٹھہرو
پہلے پوچھو کہ محمدؐ کا ارادہ کیا ہے

○

○

محمدؐ کی چاہت دماغوں کی شاہی
محمدؐ کی نفرت دلوں کی تباہی
محمدؐ کی بخشش، خدا کا خزانہ
محمدؐ کی رنجش، عذابِ الٰہی

○

یہ بات مجھ پہ میرے عقیدے کا فیض ہے
یہ مسئلہ نہیں ہے فروع و اصول کا
ہر چودھویں کا چاند ہے نقشِ کفِ نبیؐ
ہر دوپہر کی دھوپ ہے سایہ رسولؐ کا

○

فکرِ بشر خیالِ نبوّت کی دھول ہے
معیارِ بندگی میں کوئی ضد فضول ہے
پتھر کو رزقِ نطق ملے جس کے ہاتھ سے
سمجھو وہ بالیقین خدا کا رسولؐ ہے

○

○

ہر صبح، مکافات کی شاموں کے لیے ہے
دُنیا دلِ نادار کے کاموں کے لیے ہے
اَعدائے نبوت کا ٹھکانہ ہے جہنّم
جنت تو محمدؐ کے غلاموں کے لیے ہے

○

○

دریائے علم و فضل کا گوہر تو ہے علیؑ
احساسِ کردگار کا جوہر تو ہے علیؑ
اب کیا کہوں علیؑ کی فضیلت کے باب میں
کچھ بھی نہ ہو۔ بتولؑ کا شوہر تو ہے علیؑ

○

فشارِ قبر کو ایسا نڈھال کر دوں گا
مَیں مشکلوں کی طبیعت بحال کر دوں گا
علیؑ کے نام نے جرأت وُہ دی کہ زیرِ لحد
میں خود فرشتوں پہ کوئی سوال کر دوں گا

○

حُسنِ حق، واقفِ اسرارِ جلی یاد آیا
مرکزِ فقر، دو عالم کا ولی یاد آیا
جب کبھی "ماہ رجب" صحنِ حرم سے گزرا
مُسکراتے ہُوئے کعبے کو علیؑ یاد آیا

○

○

صاحبِ فکر و نظر، حق کا ولی کہتے ہیں
کاشفِ کنز و حبیبِ ازلی کہتے ہیں
جس کو ڈوبا ہُوا سُورج بھی پلٹ کر دیکھے
ہم اُسے اپنے عقیدے میں علیؑ کہتے ہیں

○

○

چھٹے گی کذب کی گردِ کہن آہستہ آہستہ
مٹے گی فکرِ انساں کی تھکن آہستہ آہستہ
ابھی تاریخ کو بچپن کی سرحد سے گزرنے دو
کھلیں گے اس پہ اوصافِ حسنؑ آہستہ آہستہ

○

حسنؑ مولا، حوادث جب بہ اندازِ دگر آئے
تری بخشش کے ساماں آنکھ سے دل میں اتر آئے
تلاشِ رزق کی خاطر جو سوئے آسماں دیکھا
ستارے تیرے دسترخوان کے ٹکڑے نظر آئے

○

میزانِ عدل میں ہیں برابر کے دو امام
اِک سرخروِ چمن ہے مقدس چمن کے بعد
لوحِ جبینِ عظمتِ آدم پہ حشر تک
نامِ حسینؑ ثبت ہے لیکن حسنؑ کے بعد

○

○

عہدِ خزاں سرشت کی غارت گری نہ پوچھ
خُوشبو کو خُود تلاش حُدودِ چمن کی ہے!
اِس دورِ فتنہ پرور و عصرِ فساد میں
دُنیا کو صبرِ اَمن ضرورت حُسَین کی ہے

○

○

نہ پوچھ کیسے کوئی شاہِ مشرقین بنا
بشر کا ناز، نبوت کا نورِ عین بنا
علیؑ کا خون، لعابِ رسولؐ، شیرِ بتولؑ
ملے ہیں جب یہ عناصر تو پھر حسینؑ بنا

○

خالق کی آبرو کے محافظ! علی کے لال!
نذرانۂ سجودِ ملائک وصول کر
اکبرؑ کی لاش پر بھی تو بیٹھا ہے مطمئن
تسبیحِ انبیاءؑ کی سلامی قبول کر

○

یادِ غمِ حسینؑ دلوں کی سرشت ہے
ورنہ یہ رنگ و بو کا جہاں سنگ و خشت ہے
قانون بن کے جس میں رواں ہو حسینیت
کوئی زمین بھی ہو وہ یقیناً بہشت ہے

○

○

باطل کی سازشوں کو کچلتے رہیں گے ہم
جب تک رہے گا ہاتھ میں پرچم حسینؑ کا
قصرِ یزیدیت کی دراڑوں سے پوچھ لو
تاریخِ انقلاب ہے ماتم حسینؑ کا

○

بکھر رہے تھے یہ سجدے، سنور گئے سجدے
نبیؐ کے چین سے پہلے، نبیؐ کے چین کے بعد
یہ دین مر بھی چکا تھا، نہ مر سکے گا یہ دیں
مرے حسینؑ سے پہلے، مرے حسینؑ کے بعد

○

اگر نہ صبرِ مسلسل کی انتہا کرتے
کہاں سے عزمِ پیمبر کی ابتدا کرتے
نبیؐ کے دیں کو تمنا تھی سرفرازی کی
حسینؑ سر نہ کٹاتے تو اور کیا کرتے؟

○

○

شجاعت کا صدف، مینارۂ الماس کہتے ہیں
غریبوں کا سہارا، بے کسوں کی آس کہتے ہیں
یزیدی سازشیں جس کے علَم کی چھاؤں سے لرزیں
اُسے عرض و سما والے سخی عباسؑ کہتے ہیں

○

تاجدارِ قلب و جاں، بحرِ سخا عباسؑ ہے
پاسدارِ فاتحِ ارض و سما عباسؑ ہے
کیوں نہ ہو مقبول اس کا نام خاص و عام میں
حیدرؑ و حسنینؑ و زہرؑا کی دعا عباسؑ ہے

○

اس کے مقابلے میں ہے آندھی ستم کی دھوپ
اس کے کرم کی چھاؤں کا پہرہ ہے فرش پر
کچھ اِس لیے بھی جھک نہ سکے گا یہ حشر تک
عباس کے علم کا پھریرا ہے عرش پر

○

اِلتماسِ دُعا

اے ربِ جہاں، پنجتن پاک کے خالق
اس قوم کا دامن غمِ شبیرؑ سے بھر دے

بچوں کو عطا کر علی اصغرؑ کا تبسّم
بوڑھوں کو حبیب ابن مظاہرؑ کی نظر دے

کم سن کو ملے ولولۂ عون و محمد
ہر ایک جواں کو علی اکبرؑ کا جگر دے

ماؤں کو سکھا ثانیٔ زہرا کا سلیقہ
بہنوں کو سکینہؑ کی دعاؤں کا اثر دے

یارب تجھے بیماریٔ عابدؑ کی قسم ہے
بیمار کی راتوں کو شفایاب سحر دے

مفلس پہ زر و مال و جواہر کی ہو بارش
مقروض کا ہر قرض ادا غیب سے کر دے

پابندِ رسن زینبؑ و کلثومؑ کا صدقہ
بے جرم اسیروں کو رہائی کی خبر دے

جو مائیں بھی روتی ہیں بیادِ علی اصغرؑ
اُن ماؤں کی آغوش کو اولاد سے بھر دے

جو حق کے طرفدار ہوں وہ ہاتھ عطا کر
جو مجلسِ شبیرؑ کی خاطر ہو وہ گھر دے

قسمت کو فقط خاکِ شفابخش دے مولاؑ
مَیں یہ نہیں کہتا کہ مجھے لعل و گہر دے

آنکھوں کو دکھا روضۂ مظلوم کا منظر
قدموں کو نجف تک بھی کبھی اذنِ سفر دے

چو چادرِ زینب کی عزادار ہیں مولا
محفوظ رہیں ایسی خواتین کے پردے

غم کوئی نہ دے ہم کو سوائے غمِ شبیرؑ
شبیرؑ کا غم بانٹ رہا ہے تو اِدھر دے

کب تک رہوں دُنیا میں یتیموں کی طرح میں
وارث مرا پردے میں ہے ظاہر اُسے کر دے

منظور ہے خوابوں میں ہی آقا کی زیارت
پرواز کی خواہش ہے نہ جبریلؑ کے "پر" دے

جس در کے سوالی ہیں فرشتے بھی بشر بھی
آوارۂ منزل ہوں مجھے بھی وہی در دے

جو دین کے کام آئے وہ اولاد عطا کر
جو کٹ کے بھی اونچا ہی نظر آئے وہ سر دے

خیراتِ درِ شاہِ نجف چاہیے مجھ کو
سلمان و ابوذر کی طرح کوئی ہنر دے

صحراؤں میں عابدؑ کی مسافت کے صلے میں
بھٹکے ہوئے رہرو کو ثمردار شجر دے

سر پر سدا پرچم عباسؑ کا سایہ
محسنؔ کی دعا ختم ہے اب اس کو اثر دے

فہرست کتب ادارہ منہاج الصالحین، لاہور

۞	نام کتاب	هدیه
۞	تلاش حق	120
۞	ذکر حسینؑ	100
۞	برزخ چند قدم پر	100
۞	اسلامی معلومات	100
۞	محمدؐ تا محمدؐ	100
۞	محمدؐ تا علیؑ	100
۞	سورج بادلوں کی اوٹ میں	120
۞	شہید اسلام	100
۞	قیام عاشورہ	50
۞	قرآن اور اہل بیت	100
۞	دینی معلومات	45
۞	نوجوان پوچھتے ہیں کہ شادی کس سے کریں؟	25
۞	ظالم حاکم اور صحابی امام	10
۞	توضیح ۶ جز	200
۞	تفسیر سورہ فاتحہ	100
۞	مشعل ہدایت	100

❁	اسم اعظم	150
❁	سوگنامہ آل محمدؐ	225
❁	افکار شریعتی	225
❁	گفتار شریعتی	150
❁	سیرت آل محمدؐ	125
❁	بہترین مناظرے	135
❁	ٹاپ (10) خطیب	125
❁	سیرت رسولؐ	125
❁	نبی امی	50
❁	آسان مسائل (چار جلد)	240
❁	تاریخ جنت البقیع	100
❁	عمدۃ المجالس	100
❁	حقوق زوجین	25
❁	ارشادات امیر المومنینؑ	15
❁	صدائے مظلوم	45
❁	مراسم عروسی و معجزات بتولؑ	30
❁	اسلامی پہیلیاں	25
❁	لڑکی سونا لڑکا چاندی	25
❁	فکر حسینؑ اور ہم	10

کتاب	قیمت
پیام عاشورہ	30
معصومین کی کہانیاں	25
ارشادات مصطفیٰ و مرتضیٰ	30
آزادیٔ مسلم	6
فقہ اہل بیت	45
صحیفہ پنجتن	100
حرف احساس	100
حسین میرا	100
جام غدیر	150
زندہ تحریریں	100
شاہکار رسالت	60
محشر خاموش	130
اسلام اور کائنات	200
غریب ربذہ	120
فطرت	125
جستجوئے حق	50
سیرت آل محمد	125
خطبات محسن ۔ ۲ جلد	250
صدائے محسن	125

۞	افکارِ محسن	100
۞	نسیم المجالس ۳ جلد	375
۞	ریاض المجالس	125
۞	نصیر المجالس	125
۞	بہشت	225
۞	توضیح المسائل	125
۞	وظائف المومنین	60
۞	عصر ظہور	200
۞	جدید فقہی مسائل	100

اشاعتِ عزائم

۞	نقوشِ محسن	
۞	کربلا میں اصحاب کا کردار	
۞	چودہ ستارے (جدید)	
۞	سحابِ رحمت	
۞	نہر المصائب ۵ جلد	
۞	بحر المصائب	
۞	معالم المدرسین ۳ جلد	
۞	علیؑ کے مشہور فیصلے	

اجر رسالت
تفسیر نور الثقلین
جادو شکن
نماز امامیہ
بہشت
سوگ نامہ
آل محمد
معجزات آل محمد
عملیات تسخیر محبت
ادارہ منہاج الصالحین لاہور